09

لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

3 تا 9 رمضان المبارک 1446ھ / 4 تا 10 مارچ 2025ء

روزہ: احساسِ بندگی کی تازگی کا ذریعہ

روزے کا قانون یہ ہے کہ آخر شب طلوعِ سحر کی پہلی علامات ظاہر ہوتے ہی آدمی پر یکا یک کھانا پینا اور مباشرت کرنا حرام ہو جاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک پورے دن حرام رہتا ہے۔ اس دوران میں پانی کا ایک قطرہ اور خوراک کا ایک ریزہ تک قصداً حلق سے اُتارنے کی اجازت نہیں ہوتی اور زوجین کے لیے ایک دوسرے سے قضائے شہوت کرنا بھی حرام ہوتا ہے۔ پھر شام کو ایک خاص وقت آتے ہی اچانک حرمت کا بند ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ سب چیزیں جو ایک لمحہ پہلے تک حرام تھیں یکا یک حلال ہو جاتی ہیں اور رات بھر حلال رہتی ہیں، یہاں تک کہ دوسرے روز کی مقررہ ساعت آتے ہی پھر حرمت کا قفل لگ جاتا ہے۔ ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ سے یہ عمل شروع ہوتا ہے اور ایک مہینہ تک مسلسل اس کی تکرار جاری رہتی ہے۔ گویا پورے تیس دن آدمی ایک شدید ڈسپلن کے ماتحت رکھا جاتا ہے۔ مقرر وقت تک سحری کرے، مقرر وقت پر افطار کرے، جب تک اجازت ہے، اپنی جائز خواہشاتِ نفس پوری کرتا رہے اور جب اجازت سلب کر لی جائے تو ہر اُس چیز سے رُک جائے جس سے منع کیا گیا ہے۔

اس نظامِ تربیت پر غور کرنے سے جو بات سب سے پہلے نظر میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام اس طریقہ سے انسان کے شعور میں اللہ کی حاکمیت کے اقرار و اعتراف کو مستحکم کرنا چاہتا ہے، اور اس شعور کو اتنا طاقتور بنا دینا چاہتا ہے کہ انسان اپنی آزادی اور خود مختاری سے بالفعل دستبردار ہو جائے۔ یہ اعتراف و تسلیم ہی اسلام کی جان ہے، اور اسی پر آدمی کے حقیقی مسلم ہونے یا نہ ہونے کا مدار ہے۔

اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر
سید مودودی ؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

روحِ رمضان اور اس کے تقاضے

اسلام کا تصورِ رمضان اور......

از فسادِ او فسادِ آسیا

سوشل میڈیا پر فحش مواد پر مبنی توہینِ مذہب

ماہِ رمضان المبارک کے فضائل

لاشوں پہ جس کا تخت بچھے، کیا وہ سلطنت!

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1124

کمزور ایمان والوں کی مصیبت کے وقت حالت

سُورۃُ العَنکبُوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 10

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ ؕ وَلَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکَ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمۡ ؕ اَوَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِیۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰﴾

آیت ۱۰: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ ؕ﴾ ’’اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر‘ مگر جب انہیں اللہ کی راہ میں ایذا پہنچائی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی ایذا رسانی کو اللہ کے عذاب کی مانند سمجھ لیتے ہیں۔‘‘

یہاں یہ نکتہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ آیت مکّہ میں اُس وقت نازل ہوئی جب اسلام میں منافقت کا شائبہ تک نہ تھا‘ بلکہ یہ وہ وقت تھا جب کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے ہر شخص پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا تھا۔ ایسے ماحول میں جو کوئی بھی اسلام قبول کرتا تھا اس کے ایمان میں کسی شک وشبہ کا امکان نہیں تھا۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ سب لوگوں کی طبیعتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں اور جذبۂ بہادری‘ استقامت وغیرہ میں سب انسان برابر نہیں ہوتے۔ چنانچہ آیت زیر مطالعہ میں اسی حوالے سے ایک ایسے کردار کا ذکر ہو رہا ہے جو ایمان تو پورے خلوص سے لایا ہے مگر اس راستے کی مشکلات اور آزمائشوں کو جھیلنے کا حوصلہ اس میں نہیں ہے۔

﴿وَلَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکَ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آ جائے‘‘

﴿لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمۡ ؕ﴾ ’’یہ ضرور کہیں گے کہ ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہی تو تھے۔‘‘

﴿اَوَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِیۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰﴾﴾ ’’تو کیا اللہ بخوبی واقف نہیں ہے اس سے جو جہان والوں کے سینوں میں مضمر ہے؟‘‘

درس حدیث

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اَلصِّیَامُ وَالۡقُرۡآنُ یَشۡفَعَانِ لِلۡعَبۡدِ یَقُوۡلُ الصِّیَامُ: اَیۡ رَبِّ اِنِّیۡ مَنَعۡتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّہَوَاتِ بِالنَّہَارِ فَشَفِّعۡنِیۡ فِیۡہِ وَیَقُوۡلُ الۡقُرۡآنُ: مَنَعۡتُہُ النَّوۡمَ بِاللَّیۡلِ فَشَفِّعۡنِیۡ فِیۡہِ فَیُشَفَّعَانِ)) (رواہ احمد والطبرانی والبیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا‘ تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا‘ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی۔‘‘

تشریح: رمضان المبارک میں روزہ رکھنا اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنا اس قدر قیمتی اعمال ہیں کہ مسلمان کے گناہوں کی معافی اور اللہ کی رضا کے حصول کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ دونوں اعمال بندے کے حق میں اللہ کے رُوبرُو روزِ قیامت سفارش کریں گے اور پروردگار دونوں کی سفارش قبول کریں گے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
3 تا 9 رمضان 1446ھ جلد 34
4 تا 10 مارچ 2025ء شمارہ 09
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر رضاء الحق
مجلس ادارت
• فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری
• وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک........800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روحِ رمضان اور اس کے تقاضے

رمضان کا بابرکت مہینہ ہم پر سایہ فگن ہو چکا ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ اس بابرکت مہینے کو اس کی اصل روح کے مطابق گزارا جائے، اسے سال کے باقی 11 مہینوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندگی کی خاطر ایک تربیتی کیمپ کے طور پر بسر کیا جائے۔ اپنے سرکش نفس کو لگام دینے کی جدوجہد میں کھپایا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک اسوہ کے گوشے گوشے سے خود کو جوڑنے کی سعی کی جائے اور اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے، پھر تو یہ عظیم مہینہ نیکیوں کی فصلِ بہار ثابت ہوتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کے مطابق اس ماہِ مبارکہ میں شیاطین گرفتار کر لئے جاتے ہیں۔ ماحول میں نیکی اور بھلائی کی فضا طاری ہو جاتی ہے اور بندے کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے ہمیں نیکیوں کا یہ موسم بہار عطا کیا، اور خود کو بدی و گناہ سے دور کرنے کا موقع ایک مرتبہ پھر عطا فرمایا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو پچھلے سال ہمارے ساتھ تھے، مگر دورانِ سال وفات پا گئے، اور یہ رمضان اُنہیں نصیب نہ ہو سکا۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ اِس کو اپنی زندگی کا آخری ماہِ رمضان سمجھ کر اِس کی برکات سے فیض یاب ہوں، نیکیوں کا خزانہ سمیٹیں، اللہ تعالیٰ سے رحمت، مغفرت اور بخشش طلب کریں، اُس کو راضی کریں، تاکہ آخرت کی دائمی زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق یہ بڑی بدنصیبی، محرومی اور بربادی کی بات ہے کہ کوئی شخص رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت کا سامان نہ کر سکے۔

قرآن مجید میں روزے کی عبادت کا تفصیلی ذکر سورۃ البقرہ کے 23ویں رکوع میں ہے۔ اس رکوع میں روزے کا حکم، غرض و غایت، قرآن مجید کے ساتھ اس ماہِ مبارک کا تعلق، اُس کا اصل حاصل، اُس کے احکام اور اعتکاف کے مسائل جیسے موضوعات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ فرمایا:

"مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔" (البقرۃ:183)

اس آیت میں روزے کی فرضیت کا ذکر ہے اور ترغیب و تشویق کے لیے فرمایا کہ روزہ صرف تم پر ہی فرض نہیں کیا گیا ہے، بلکہ سابقہ اُمتوں پر بھی فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک جو دین بھیجا ہے وہ اصلاً ایک ہی ہے، یعنی دینِ توحید۔ اس کے اہم ارکان میں روزہ ہمیشہ سے شامل رہا ہے۔ البتہ عربوں کا معاملہ یہ رہا کہ اُن پر اڑھائی ہزار سال ایسے گزرے کہ اُن کے ہاں کوئی نبی یا رسول آیا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ ان چیزوں سے ناواقف تھے۔

اس آیت میں روزے کا اصل حاصل اور مقصود تقویٰ بتایا گیا ہے۔ ہمارے دین میں تقویٰ کی بڑی اہمیت ہے۔ تقویٰ تمام خوبیوں اور بھلائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔ اس کا محل دل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک بار قلب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "تقویٰ یہاں ہوتا ہے" (صحیح مسلم)

تقویٰ اس احساس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، اور ایک دن اُس کے حضور حاضر ہو کر مجھے اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ یہ احساس پیدا ہو گا تو پھر انسان اپنے طرزِ عمل کو صحیح بنیادوں پر استوار کرے گا۔ تقویٰ ہو گا تو سارا عمل ٹھیک ہو گا۔ آدمی نماز پڑھے گا تو اس میں خشوع و خضوع ہو گا، پوری شریعت پر نیک نیتی سے عمل کرے گا۔ ورنہ شریعت کو بھی بازیچۂ اطفال بنا لے گا، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ جو ہم نے خود پر آپ ہی طاری کر رکھا ہے۔ بھلا رمضان المبارک کی فضیلت کیسے حاصل ہو گی، دن کے روزہ میں صبر کا پھل

کہاں حاصل ہوگا۔ قیام اللیل کی بابرکت ساعتوں سے کیا استفادہ ہوگا، قرآن مجید کی تلاوت وسماعت اپنے حقیقی معنوں کے ساتھ دل میں کیسے اُتاریں گے، نیک اعمال کی توفیق کیسے حاصل ہوگی، اپنی شخصیت کو رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ مبارک کے ساتھ کیسے جوڑیں گے، غزہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں مظلوم ومجبور مسلمانوں کی حالتِ زار پر دل میں اضطراب کہاں سے پیدا ہوگا، ''مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ'' کے لیے دُکھ اور اپنی بے بسی کے آنسو کیسے بہیں گے، طاغوتی قوتوں کے خلاف بنیانِ مرصوص بننے کی خواہش کیسے پیدا ہوگی، جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت کہاں سے وارد ہوگا، رب کی دھرتی پر رب کے نظام کو قائم ونافذ کرنے کی جدوجہد میں اپنا حصّہ ڈالنے کا احساس کیسے جنم لے گا۔ دن کے روزہ کو جب بوجھ سمجھا جائے گا تو وقت گزاری کے لیے طرح طرح کی تفریحات ڈھونڈی جائیں گی۔ رات کو قرآن کے ساتھ قیام پر جب چیمپینز ٹرافی مقدم رہے گی اور مختلف ٹیلی ویژن چینلز پر رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر ہونے والے تماشوں میں شرکاء کی نوک جھونک لطف دے گی تو رمضان کی مبارک ساعتوں کو بھی لہو ولعب کی نظر کر دینے کے سوا کیا حاصل ہوگا۔ ملکی معیشت سودی نظام کے تحت چلتی رہے گی اور میڈیا فحاشی وعریانی پھیلانے میں مغربی تہذیب کا آلہ کار بنا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے حاصل ہوگی۔ تقویٰ کیسے حاصل ہوگا؟

الغرض انسان کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے والی چیز تقویٰ ہے۔ یہ حقیقی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔ قرآن کا مطالعہ کریں، اہلِ جنت کے تذکرہ میں اُن کی صفت تقویٰ کا ذکر آیا ہے۔ گویا کامیابی کے لیے تقویٰ کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً ''ہدایت ہے متقین کے لیے'' (البقرہ: 2) ''(جنت) تیار کی گئی ہے متقین کے لیے'' (آل عمران: 133) اور ''کامیابی متقین کے لیے ہے۔'' (النبا: 31) ایک اور جگہ فرمایا: ''بے شک متقین جنت میں ہوں گے اور اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو رہے ہوں گے۔'' (الطور: 17) ایک اور مقام پر فرمایا: ''بے شک پرہیزگار بہشتوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے۔'' (الذاریات: 15)

تقویٰ کی پونجی حاصل کرنے کے لیے دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ روزے کی عبادت فرض کی گئی ہے۔ روزہ اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور اہلِ تقویٰ ہی کے لیے قرآن مجید ہدایت اور رہنمائی کا سامان ہے۔ جیسے فرمایا: ''یہ وہ کتاب ہے جس (کے منجانب اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے متقین کے لیے۔'' (البقرہ: 2) بلاشبہ قرآن امکانی طور پر (potentially) پوری نوعِ انسانی کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت ہی وہ سرمایہ ہے جس کی دعا ہم نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں: ''(اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے دے''۔

دنیا کی زندگی میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے۔ اس ضرورت کو اللہ نے قرآن کی شکل میں پورا فرمادیا۔ یہ وہ ہدایت نامہ ہے جو پوری نوعِ انسانی کے لیے ہے۔ اِس میں مرد اور عورت، حکمران اور رعایا، عالم اور بے علم، والدین اور اولاد، خاوند اور بیوی، استاد اور شاگرد، الغرض سب شامل ہیں۔ رمضان المبارک صبر کا مہینہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صبر کے اَجر کی وضاحت بھی فرمائی کہ: ''صبر کا بدلہ جنت ہے۔'' روزے کی حالت میں بندے کو بھوک اور پیاس لگی ہو، بہترین کھانے اور مشروبات سامنے ہوں، مگر وہ خود کو اُن سے روکے رکھے۔ اسی طرح جنسی خواہش کو پورا کرنے سے بھی رک جائے۔ ایک صبر تو یہ ہے لیکن دوسری قسم کا صبر بھی ہے جس سے مراد جھوٹ بولنے سمیت تمام گناہ کے کاموں سے بچنا ہے۔ اس کے بغیر بھی روزہ مکمل نہیں ہوتا۔ احادیث کی رو سے جس شخص نے دوران روزہ بھی جھوٹ بولنا اور گناہ کے کاموں کو ترک نہ کیا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ اس طرح درحقیقت اُس نے فاقہ کیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ اُنہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک (اور پیاس) کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے بھی ایسے ہیں جنہیں سوائے شب بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

البتہ یہ بات واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں میں قیام باعث اجروثواب ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نرمی رکھی ہے، اس لیے دن کا روزہ تو فرض کر دیا گیا، جب کہ رات کے قیام کی ترغیب دلائی گئی۔ قیام اللیل سے مراد قرآن کے ساتھ جاگنا ہے، جس کی بہترین صورت یہ ہوسکتی ہے کہ رات کا بڑا حصّہ اللہ کے سامنے حاضر ہوکر تہجد یا تراویح میں قرآن پڑھتے ہوئے گزاریں۔ رات کو صرف کھڑے رہنا یا نوافل پڑھتے چلے جانا مقصود نہیں ہے، بلکہ قیام اللیل سے مراد نوافل میں زیادہ سے زیادہ قرآن حکیم کا پڑھنا ہے۔ شب قدر کی فضیلت کی بنیاد بھی یہی ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت عربی زبان سے ناواقف ہے لہٰذا اُن کے لیے قرآن کریم کو بغیر ترجمے کے سمجھنا محال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی زبان کی تحریر کو اس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ اصل پیغام کو بعینہٖ پہنچانے کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ یہی معاملہ عربی زبان کا بھی ہے اور یہاں معاملہ خود اللہ رب العزت کے کلام کا ہے جس کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے میں دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی مضمر ہے۔ لہٰذا ہمارے خطے میں پائے جانے والے اِس خلا کا ادراک کرتے ہوئے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1984ء میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی بنیاد رکھی کہ نمازِ تراویح کے ساتھ قرآن کا جتنا حصّہ سنا اُس کو کسی درجے میں سمجھا بھی جاسکے۔ بات سمجھ میں آئے گی تو ہی اُس پر عمل کیا جاسکے گا۔ الحمدللہ اس سال تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے تحت پاکستان بھر میں سوا سو سے زائد مقامات پر دورۂ ترجمۂ قرآن اور خلاصہ مضامینِ قرآن کی محافل کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ جن مقامات پر خواتین کے لیے باپردہ شرکت کا اہتمام ممکن ہے وہاں اُن کے لیے بھی یہ سہولت موجود ہے۔ لہٰذا نمازِ تراویح مع دورۂ ترجمۂ قرآن سے استفادہ کریں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور پھر اُس پر عمل کرنے کی مقدور بھر کوشش بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس ماہ مبارک کے فیوض و برکات سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین! ✿✿✿

اسلام کا تصورِ رمضان اور ہمارا تصورِ رمضان

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 21 فروری 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراهیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

رمضان المبارک اہلِ ایمان کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل مقدس ماہ ہے کیونکہ اس میں قرآن نازل ہوا جو کہ سب سے بڑی ہدایت ہے اور اس نعمت کے شکرانے کے طور پر روزے فرض کیے گئے تا کہ ہم تقویٰ حاصل کریں اور اس تقویٰ کی بدولت قرآنی ہدایت ہمیں نصیب ہو۔ اس لحاظ سے رمضان المبارک اہلِ ایمان کے لیے رحمتوں، برکتوں، مغفرتوں کا مہینہ ہے، ایک مجاہدانہ تربیت سے گزر کر روح کو بیدار کرنے کا مہینہ ہے، جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں رمضان کا جو تصور رواج پا رہا ہے، وہ اس تصورِ رمضان کے بالکل برعکس ہے جو کہ اسلام کا تصورِ رمضان ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا اس سال بھی کرکٹ چیمپئنز ٹرافی کا انعقاد رمضان کے پہلے عشرہ میں ہوگا اور لوگوں کو رمضان میں تقویٰ اور ایمان کے حصول کی کوشش کی بجائے لہو ولعب میں لگا دیا جائے گا۔ صرف کرکٹ ٹورنامنٹ ہی نہیں بلکہ رمضان کی راتوں میں فلڈ لائٹس لگا کر کرکٹ میچ کھیلنا، بنگلوں کی چھتوں پر نیٹ لگا کر رات کے تین چار بجے تک بیڈمنٹن اور والی بال وغیرہ کھیلنا، اسی طرح فوڈ سٹریٹس پر ساری ساری رات کھانے پینے اور عیش و عشرت میں مصروف رہنا ایک وبا کی طرح رمضان میں رواج پا رہا ہے۔ پھر ٹی وی چینلز اور ریڈیو پر رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر جو کچھ ہوتا ہے، کیا یہی رمضان کا مقصد ہے؟ وہ ماہ مقدس جو قرآن سے تعلق کے لیے ہے، ایمان، تقویٰ اور ہدایت کے حصول کے لیے ہے، جہنم کی آگ سے خود کو آزاد کرانے کے لیے ہے، اُس میں قوم کو کھیل تماشوں میں لگا دینا، رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر اس کا کھلواڑ بنانا کہاں کا انصاف ہے؟ آج ان شاء اللہ اسی موضوع پر قرآن مجید کی سورہ لقمان کی ابتدائی 9 آیات کی روشنی میں یاددہانی مقصود ہے۔ فرمایا:

﴿الٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ② هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ③﴾ (لقمان: 1 تا 3) ’’الٓمّٓ۔ یہ حکمت بھری کتاب کی آیات ہیں۔ ہدایت اور رحمت محسنین کے حق میں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا کلام احسان کرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ احسان کرنے والے کون ہیں؟ اس کی وضاحت ہمیں حدیث جبرائیل میں بھی ملتی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ انسانی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے تشریف لائے اور چند سوالات پوچھے۔ اُن میں سے ایک سوال احسان کے بارے میں بھی تھا۔ پوچھا: یارسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ)) ’’احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے، گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو (یہ احساس پیدا کر کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔‘‘

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر فرمایا:

(اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔) (الحدید: 4)

اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں۔ (قٓ: 16)

جب ملازمین کو معلوم ہو کہ مالک خفیہ کیمرے کی آنکھ سے دیکھ رہا ہے تو وہ مالک کے احکامات کی تعمیل میں لگے رہیں گے، اگر اولاد میں باپ کا لحاظ باقی ہو تو کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ وہ جو ہمارا خالق، حقیقی مالک اور رب ہے وہ ہر وقت اور ہر لمحہ نہ صرف ہمیں دیکھ رہا ہے بلکہ ہمارے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی واقف ہے، اس یقین کے ساتھ ہمارا جو عمل ہوگا اس میں اخلاص بھی آئے گا اور احسان بھی آئے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ ہر نماز کے بعد اسی احسان کی دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ’’اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔‘‘

سورہ لقمان کی زیرِ مطالعہ آیات میں فرمایا گیا کہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے محسنین کے لیے۔ قرآن مجید کے بالکل آغاز میں فرمایا:

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ②﴾ ’’ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔‘‘

خوفِ خدا دل میں ہوگا تو عمل میں حُسن پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ اب متقین اور محسنین کون ہیں؟ اس کی وضاحت سورۃ البقرۃ کی اس آیت کے فوراً بعد بھی آتی ہے:

’’جو بن دیکھے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اُتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں، اور وہی نجات پانے والے ہیں۔‘‘ (البقرہ: 3 تا 5)

اور وہی وضاحت سورہ لقمان کی زیرِ مطالعہ آیت میں بھی آ رہی ہے۔ فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤﴾ (لقمان: 5،4)

’’جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یہی لوگ پختہ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

جتنا کل کی جواب دہی کا احساس ہوگا، اتنا ہمارے معاملات سدھرتے چلے جائیں گے۔ آج ہمارے معاشرے میں سارے بگاڑ کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم آخرت کو بھول گئے۔ جبکہ زیرِ مطالعہ دونوں مقامات پر فرمایا ہے کہ اُخروی اور حقیقی نجات پانے والے صرف وہی لوگ ہوں گے جو تقویٰ اور احسان کی روش والے ہوں گے۔ آگے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ‌ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ﴾

(لقمان:6) ’’اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کھیل تماشے کی چیزیں خریدتے ہیں تاکہ گمراہ کریں (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے بغیر علم کے اور اس کو ہنسی بنالیں۔‘‘

اس آیت کی تشریح میں صحابہ کرام ؓ نے فرمایا کہ قیامت تک کے لیے جتنی بھی چیزیں اللہ کے ذکر (نماز، تلاوت، عبادات اور ایمان) سے غافل کردینے والی ہوں گی وہ سب لہوالحدیث میں شامل ہیں۔ اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں جب قرآن کی دعوت پھیل رہی تھی اور لوگ قرآن کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر رہے تھے، بعض کفار اور مشرکین جو دل میں کفر رکھتے تھے مگر اس کے باوجود قرآن کے اسلوب بیان سے متاثر تھے اور چھپ چھپ کر قرآن سنتے تھے۔ مشرکین کے سرداروں نے اس مسئلہ پر اجلاس منعقد کیے اور منصوبہ بنایا کہ کس طرح لوگوں کو قرآن سننے سے روکا جائے۔ ان میں سے ایک سردار نظر بن حارث تھا جو تجارتی قافلے لے کر شام، عراق اور ایران تک جاتا تھا۔ وہ ان علاقوں سے قصے کہانیاں لے کر آیا تاکہ لوگوں کو اُن میں لگا کر قرآن سننے سے روکا جائے۔ یہاں بھی سلسلہ نہ رکا تو پھر وہ شام سے ایک رقاصہ لے کر آیا تاکہ رقص وسرود، شراب وکباب کی محافل سجائی جائیں اور لوگوں کو اس تماشے میں لگا کر قرآن سے دور رکھا جائے۔

یہاں بِغَيۡرِ عِلۡمٍ سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کو اندازہ نہیں ہے کہ غافل کردینے والی چیزوں کا خریدار بن کر وہ کتنا بڑا گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں اور اس پر انہیں کس قدر سخت عذاب کا سامنا ہونے والا ہے۔ ابوجہل نے ایک اور موقع پر کہا تھا کہ محفلیں تو ہماری ہیں، جتھے تو ہمارے ہیں۔ آج کے تناظر میں بات کی جائے تو اس کے کہنے کا مطلب یہی تھا کہ زیادہ ویوز تو ہمارے ہیں، زیادہ لائکس ہمیں ملتے ہیں، زیادہ ریٹنگ ہماری ہوتی ہے۔ محمد ﷺ کے پاس تو چند غلام، کنیزیں اور کچھ غریب غرباء جاتے ہیں۔ یعنی وہ محسنین اور متقین کا مذاق اُڑاتے تھے اور اللہ کے دین اور آیات کا بھی مذاق اُڑاتے تھے۔ ایسی روش اختیار کرنے والوں کے لیے آگے فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝۶﴾ (لقمان:6)

’’یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اہانت آمیز عذاب ہے۔‘‘

قرآن صرف اُس زمانے کے لیے نازل نہیں ہوا تھا بلکہ یہ روزِ قیامت تک کے لیے ہدایت اور رہنمائی ہے۔ آج کے دور میں بھی اگر کچھ لوگ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اللہ کے دین اور قرآن سے دور کرنے، رمضان کی فیوض و برکات کے حصول سے روکنے کے لیے کھیل تماشے اور ہنسی مذاق میں لوگوں کو لگاتے ہیں، یا دین کا مذاق اُڑاتے ہیں تو ان کے لیے بھی سخت وعید ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا کام یہ ہونا چاہیے کہ ہم قرآن کی دعوت کو پھیلائیں، خصوصاً رمضان میں اپنا تعلق قرآن سے مضبوط سے مضبوط تر کریں اور دوسروں کو بھی اس حوالے سے دعوت دیں۔

لیکن بجائے اس کے اگر پاکستان میں رمضان میں کرکٹ کا کھیل تماشا شروع کیا جائے، راتوں کو فلڈ لائٹس لگا کر کھیل تماشہ ہو، ساری ساری رات فوڈ سٹریٹس پر کھانے پینے کا شغل جاری رہے اور جو رمضان کا مقصد ہے اس سے لوگوں کو دور رکھنے کی کوشش کی جائے تو کیا یہ غافل کردینے والے کام نہیں ہیں؟

غافل کردینے والی ایک چیز یہ سمارٹ فون بھی ہے۔ ایک بندے نے کہا میں نے 10 دن سمارٹ فون استعمال کرنا ترک کردیا میری زندگی میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ ایک صاحب علم نے کہا جس بندے کو اپنے اوپر اعتماد نہ ہو وہ سمارٹ فون استعمال نہ کرے۔ آج اللہ کے حوالے سے، ماں باپ کے حوالے سے، بیوی بچوں کے حوالے سے، رحمی رشتوں کے حوالے سے، استاد اور شاگرد، امیر اور مامور کے رشتے کے حوالے سے کسی قدر غفلت اس سمارٹ فون کی وجہ سے بھی ہے۔ کسی نے کہا پچھلے ایک ہزار سال میں انسانیت کو ایسا نشہ نہیں ملا جیسا سمارٹ فون کی صورت میں اب دیا گیا ہے۔ بچوں سے لے کر بڑے بوڑھوں تک سب اس نشے میں مبتلا ہو چکے ہیں، بچے کارٹونز اور گیمز میں مبتلا ہیں، عورتیں ٹک ٹاک بنا رہی ہیں، اسی طرح سوشل اور ڈیجیٹل میڈیا پر اکثریت اپنا وقت صرف کر رہی ہے۔ کوئی تقویٰ ہمارے اندر پیدا ہوگا، آخرت کی کوئی فکر ہوگی تو نیک اعمال، احسان کی طرف توجہ جائے گی۔ لیکن آج اس سے غافل کردینے والی چیزوں کا غلبہ ہے۔ مسلم معاشروں میں سب سے بڑھ کر حکومت کا کام ہوتا ہے کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرے مگر یہاں اس کے برعکس کام ہو رہا ہے۔

رمضان کے پہلے عشرے میں ہی کرکٹ چیمپئن ٹرافی کا انعقاد رکھ دیا گیا۔ ٹائمنگ دوپہر 2 بجے سے لے کر رات 10 بجے تک ہے۔ اس دوران باجماعت نماز کا ثواب، افطار کے بابرکت اور دعاؤں کی مقبولیت کے لمحات کہاں گئے؟ تراویح کا اہتمام کہاں گیا؟ قرآن سننے اور تلاوت کرنے کی سعادت کہاں گئی؟ کیا یہ ان سب چیزوں سے محروم کردینے کے مترادف نہیں ہے؟ کاش کہ کوئی اس حوالے سے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے تحریک چلائے کہ رمضان کی برکات و فیوض سے محروم کرنے کا یہ سلسلہ بند کیا جائے۔ پھر یہ کہ کرکٹ اور جوئے کا بھی آپس میں گہرا تعلق ہے، بے حیائی اور فحاشی کا بھی اس سے تعلق ہے۔ رمضان کا تقدس کہاں گیا؟ رمضان کا لحاظ کہاں گیا؟ نوجوان نسل کو کس طرف لگایا جارہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت عطا کرے۔ جس نے اپنے گھر میں ٹی وی لگا کر اپنے بچوں کو سامنے بٹھا رکھا ہے، جس نے شہروں میں بڑی بڑی سکرینیں لگا کر لوگوں کو بٹھا رکھا ہے اور نماز، تراویح اور تلاوتِ قرآن سے دور کر رکھا ہے، جنہوں نے اپنے بنگلوں کی چھتوں پر لائٹس لگا کر کھیل کود، تماشے لگا رکھے ہیں ان سب کو بھی استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ کے لیے اس روش سے باز آنا چاہیے۔

اللہ کے راستے سے روکنا، اللہ کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا اور اللہ کے دین اور احکامات کا مذاق اُڑانا کتنا بڑا جرم ہے اس کا ان لوگوں کو اندازہ نہیں ہے۔ عین یہی طرزِ عمل ان مشرکین کا تھا جو قرآن سننے سے لوگوں کو روکنے کے لیے محافل موسیقی، رقص وسرود کا انعقاد کرتے تھے۔ ان کے لیے اللہ نے کس قدر سخت عذاب کی وعید سنائی۔ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اگر وہی سب کچھ کر رہے ہیں تو کیا ہمیں فکر مند نہیں ہونا چاہیے؟ پچھلے سال غزہ میں مسلم بچے اور عورتیں شہید ہو رہے تھے اور ادھر ہم کرکٹ تماشوں اور غافل کردینے والے دیگر مشاغل میں مصروف تھے۔ حالانکہ اس اُمت کے کندھوں پر کتنی بڑی ذمہ داری ہے، کس قدر عظیم مشن اس اُمت کو اللہ کے آخری رسول ﷺ نے سونپا

ہے۔ ایسی اُمت کا اس غفلت میں پڑنا ،حتیٰ کہ لوگوں کو قرآن اور اللہ کے ذکر سے دور کرنا ، رمضان کے مقاصد کو سبوتاژ کرنا کس قدر بڑا المیہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦﴾ (لقمان: 7) ''جب اسے سنائی جاتی ہیں ہماری آیات تو وہ پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے استکبار کرتے ہوئے ،جیسے کہ اُس نے انہیں سنا ہی نہیں' گویا اُس کے کانوں میں بوجھ ہے۔تو (اے نبی ﷺ!) آپؐ اس شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجیے۔''

یہ مشرکین کے سرداروں کا بیان ہے لیکن آج ہمارا کیا طرزِ عمل ہے۔ کرکٹ چیمپئنز ٹرافی دیکھنے کے لیے ، فوڈ سٹریٹس پر رت جگے کے لیے، کھیل کود اور تماشے کے لیے، انٹرٹینمنٹ کے لیے ہمارے پاس وقت ہے لیکن کیا قرآن کی تلاوت کے لیے ، دورۂ ترجمۂ قرآن میں شامل ہونے کے لیے،قرآن کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کے لیے ہمارے پاس وقت ہے؟ کفار اور مشرکین کا مقصد قرآن کی دعوت کو روکنا تھا ، ہمارا کام اس دعوت کو پھیلانا ہونا چاہیے۔ مشرکین کھیل تماشے اور کھلواڑ کے راستے پر تھے تو ہمیں اپنا وقت قرآن کو سمجھنے اور اس کی دعوت میں لگانا چاہیے۔ تنظیم اسلامی کے تحت پاکستان کے تمام شہروں میں نمازِ تراویح کے دوران دورۂ ترجمۂ قرآن ہوتا ہے ، خلاصۂ مضامینِ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے ۔ ان پروگراموں میں شرکت کے لیے تنظیم کی ویب سائٹ پر اپنے قریبی مقامات کو تلاش کیجیے اور ان میں خود بھی شرکت کیجیے اور اپنے دوست احباب اور اقرباء کو بھی دعوت دیجیے۔ وہ لوگ جو قرآن کی دعوت سے لوگوں کو غافل کرنے کی بجائے اس کی طرف لوگوں کو بلائیں اور خود بھی عمل کریں ان کے لیے اسی مقام پر خوشخبری ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑧ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨﴾ (لقمان: 8،9)

''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے اُن کے لیے نعمتوں بھرے باغات ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے، جو سچا ہے۔ اور وہ زبردست ہے حکمت والا۔''

اللہ سے بڑھ کر سچا وعدہ کس کا ہو سکتا ہے۔ جو لوگ خود بھی غافل کر دینی والی چیزوں سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے دائمی جنت کا وعدہ اللہ کی طرف سے ہے۔

رمضان ٹرانسمیشن

سال بھر میں جو ایک دن بھی دینی حوالے سے پروگرام نہیں کرتے وہ رمضان میں بارہ بارہ گھنٹے رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر انٹرٹینمنٹ ، کھیل تماشا اور رنگ رنگا پروگرام دکھا کر لوگوں کو سکرین پر مصروف رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اُنہیں اس کام کے لیے پیسہ ملتا ہے اور سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کی مختلف پروڈکٹس کی مشہوری ہوتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ہمیں اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیے ، مذمت کرنی چاہیے اور لوگوں کو دردمندی کے ساتھ سمجھانا چاہیے کہ رمضان کے اس بابرکت مہینے کو، قرآن کے نزول کے مہینے کو کھلواڑ مت بناؤ۔ اسے اپنی ناجائز کمائی کا ذریعہ مت بناؤ۔ رمضان کے مہینے کا اتنا احترام اور تقدس ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ شعبان کے مہینے سے ہی اس کی تیاری شروع کر دیتے تھے، لوگوں کو ترغیب دینا اور رمضان کے فضائل بتانا شروع کر دیتے تھے ۔ آج حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی بجائے ،لوگوں کو رمضان کے بابرکت ماہ میں اللہ اور اس کے دین سے جوڑنے کی بجائے ہم اسے کھلواڑ بنانا شروع کر دیں، اسے انٹرٹینمنٹ اور کھیل تماشے کا مہینہ بنا دیں تو ہم کیسے اُمتی ہیں؟ کئی مرتبہ رمضان میں ٹی وی چینلز کے پروگراموں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ باہر دوپہر 12 بجے سے لائن لگی ہوتی ہے اور رات 10 بجے جا کر باہر نکلتے ہیں۔ اس دوران کوئی باجماعت نماز ، ذکر اذکار، تلاوت قرآن، سب کچھ کہاں گیا؟

حالاتِ حاضرہ

ہمارے پڑوسی ملک افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات بڑے کشیدہ ہوتے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے نائب وزیر اعظم اقوام متحدہ میں جا کر افغانستان سے نمٹنے میں مدد کی درخواست کر رہے ہیں ۔ اُمت کن نازک حالات سے گزر رہی ہے؟ جو قوتیں مسلمانوں سے فلسطین اور مسجد اقصیٰ چھین لینے کی کوشش کر رہی ہیں، اُنہی سے جا کر اپنے مسلم ہمسایہ ملک کے خلاف مدد مانگی جا رہی ہے ۔ کیا ہمارے حکمران بھول گئے کہ 1948ء میں ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو کس نے منظور کیا تھا؟ کیا کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد ہو گیا؟ غلامی کی حد یہ ہے کہ آئی ایم ایف والے آ کر ہمارے چیف جسٹس سے بھی مل رہے ہیں، ججز سے بھی مل رہے ہیں ، وزیروں سے بھی مل رہے ہیں ،کاروباری شخصیات سے بھی مل رہے ہیں، یعنی ہمارے ملک کا سارا نظام اب IMF چلائے گا اور ہم ہیں کہ پڑوسی مسلمان ملک کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ پہلے ہم نے امریکہ کی جنگ لڑ کر کیا حاصل کیا؟ کتنے لوگ ہم نے شہید کروائے اور کتنے لوگوں کو ناراض کیا جس کا خمیازہ آج ہم بھگت رہے ہیں۔ اب ایک اور جنگ چھیڑنے سے پہلے ہمیں سوچنا چاہیے کہ کہیں یہ جنگ ہماری سلامتی اور بقاء کو لے نہ ڈوبے ۔ بلوچستان میں پہلے ہی علیحدگی کی تحریک چل رہی ہے ، غیر ملکی عناصر اپنا جال بچھائے بیٹھے ہیں۔ اپنوں سے جنگ چھیڑ کر فائدہ کس کا ہوگا؟ ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہمیشہ خطہ کے مستقبل کے منظر نامے کے حوالے سے احادیث کی روشنی میں بات کیا کرتے تھے کہ یہاں سے لشکرِ اسلام جا کر امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہوں گے اور دجال کے خلاف لڑیں گے۔ عالمی طاقتیں اس بات کو جانتی ہیں۔ اسی لیے وہ نہیں چاہتیں کہ اس خطہ میں امن قائم ہو۔ اسی لیے وہ ہمیں آپس میں لڑانا چاہتی ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہماری ایٹمی توانائی اور صلاحیتیں اسلام کے دشمنوں کے خلاف استعمال نہ ہو سکیں ۔ اگر ہم چند ارب ڈالرز کی خاطر، عہدوں اور اقتدار کی خاطر ملکی مفاد کا سودا کریں گے تو ہم پر دشمنوں کا شکنجہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو، پالیسی سازوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور انہیں سمجھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ہمارے تمام تر مسائل کا حل اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں جو تمام خزانوں اور بادشاہتوں کا مالک ہے، تمام تر اختیارات اسی کے پاس ہیں۔ اگر ہم اس کے ساتھ مخلص ہو جائیں گے تو امریکہ سمیت دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گی۔ لیکن اگر ہم نے بے وفائی کا یہی رویہ جاری رکھا تو کوئی بھی ہماری مدد نہیں کر سکے گا اور شاید ہم دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھلائی بھی کھو بیٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بڑے خسارے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

از فسادِ او فسادِ آسیا

ابوموسیٰ

آسیا یک پیکر آب و گِل است
ملتِ افغان در آن پیکر دل است
از فسادِ او فسادِ آسیا
در گشادِ او گشادِ آسیا

(ترجمہ ومفہوم): ایشیا پانی اورمٹی کا پیکر ہے۔
افغان قوم اس پیکر میں دل کی طرح ہے۔
اس کا فساد ایشیا میں فساد ہے۔
اس کا سکون و امن ایشیا کا امن ہے۔

علامہ اقبال نے اپنے اِن احساسات اورخیالات کا اظہار ایشیا میں افغانستان کی اہمیت کے حوالے سے کیا تھا۔ حیرت ہے کہ یہ اشعار جوقریباً ایک صدی پہلے کہے تھے آج بھی ایک حقیقت کی نشاندہی کر رہے ہیں اور ایشیا ہی میں نہیں عالمی سطح پر اس کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ اس حقیقت سے مکمل طور پر آشنا ہونے کے باوجود، دنیا علی الاعلان اِسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں البتہ فکری اور عسکری سطح پر افغانستان کو تہہ وبالا کرنے کی کوششوں کی ایک طویل داستان ہے۔ برطانیہ، سوویت یونین اور امریکہ جیسی سپر قوتیں اپنے وقت میں افغانستان پر بھرپور حملہ آور ہوئیں جنہیں فکری سطح پر جزوی اور عارضی کامیابی یقیناً ملی لیکن عسکری لحاظ سے بدترین ناکامی اور شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی لیے افغانستان کو سُپر قوتوں کا قبرستان کہا جاتا ہے۔ معلوم تاریخ کے مطابق مالی وسائل اور تباہ کن فوجی قوت کے لحاظ سے موجودہ امریکہ جیسی طاقتور ریاست کبھی دنیا میں وجود میں نہیں آئی لیکن یہ امریکہ بھی دو دہائیاں افغانیوں سے نبردآزما رہنے کے بعد ذلیل ورسوا ہوکر پسپا ہوا بلکہ پورس کے ہاتھیوں کی طرح اپنوں کو کچلتا اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتا نظر آیا اور آج تک زخموں کو سہلا رہا ہے۔ لیکن اُس کی شیطانی جبلت اُس کو چین نہیں لینے دے رہی۔ البتہ عالمی طاقتوں میں چین نے ایک تو ذہنی اور قلبی طور پر افغانستان کی اس پوزیشن اور اہمیت کو سمجھا ہے اور دوسرا امریکہ سے مخالفت بلکہ دشمنی کی بنا پر افغانستان سے افہام وتفہیم اور پیار ومحبت کا راستہ اختیار کیا ہے جس سے دونوں یعنی چین اور افغانستان ایک دوسرے سے تعاون کر کے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔

اب آیئے افغانستان اور پاکستان کے تعلقات کا کچھ ذکر کریں۔ یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس وقت دونوں ممالک کے تعلقات بدترین سطح پر ہیں۔ یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کے بدترین دشمن بنے ہوئے ہیں ۔ پاکستان اپنی سرزمین پر ہونے والی دہشت گرد کارروائیوں کا ذمہ دار افغانستان کو ٹھہراتا ہے اور افغانستان پاکستان کو امریکہ کے ایما پر داخلی اور خارجی سطح پر اُسے نقصان پہنچانے اور اُس کی زمینی اور فضائی سرحدوں کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ پاک افغان تعلقات اور اُن میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو تاریخ کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ پاکستان کا یہ الزام ہے اور اس الزام میں وزن ہے کہ تلخیوں کا آغاز افغانستان کی طرف سے ہوا۔ وہ یوں کہ دنیا بھر میں افغانستان واحد ملک تھا جس نے پاکستان کی اقوامِ متحدہ میں شرکت کی مخالفت کی تھی اور پاکستان کے حق میں ووٹ نہ دیا۔ تاریخ کے آئینہ پر نظر ڈالی جائے تو دونوں نے ایک دوسرے کے بھلے میں اور مخالفت و دشمنی میں بھی بہت کچھ کیا۔ ذیل میں راقم چند مثالوں کے ذریعے قارئین کے سامنے صورتِ حال واضح کرنے کی کوشش کرے گا۔ افغانستان آغاز سے ہی غذائی قلت کا شکار رہا ہے۔ اس حوالے سے پاکستان نے ہمیشہ تعاون کیا۔ جب گندم کی بوائی کا موقع ہوتا تو ہمیشہ افغانستان کی ضروریات کو بھی مدِنظر رکھا جاتا اور سرحد پار اس کی منتقلی سے صَرفِ نظر کیا جاتا۔ جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا اور قبضہ کرنے کی کوشش کی تو افغان مجاہدین نے بھرپور مزاحمت کی اور اُسے engage رکھا۔ اس وقت پاکستان میں جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی جنہوں نے کھل کر افغان مجاہدین کی مدد کی ۔ سوویت یونین کو زک پہنچانے میں امریکہ کا بھی مفاد تھا۔ اُس نے بھی بھرپور مالی اور عسکری وسائل مہیا کر دیے۔ البتہ جانوں کی قربانیاں صرف افغانوں نے دیں۔ ان مشترکہ کوششوں سے سوویت یونین نہ صرف پسپا ہو گیا بلکہ وہ شکست وریخت کا شکار بھی ہو گیا۔ یہاں انصاف کی بات یہ ہے کہ افغان اگر فزیکلی مقابلہ نہ کرتے اور اپنا روایتی جنگجوانا کردار ادا نہ کرتے تو پاکستان اور امریکہ کے محض اسلحہ اور مالی وسائل سے سوویت یونین کو روکنا ممکن نہ تھا۔ البتہ افغان مجاہدین سوویت یونین کو engage تو رکھ سکتے تھے لیکن شکست فاش دے کر اُس کے بڑھتے ہوئے قدم روک نہ سکتے تھے اور پورا امکان اس بات کا تھا کہ سوویت یونین افغانستان کے ساتھ پاکستان کو بھی روندتا ہوا گرم پانیوں تک پہنچنے کی اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جاتا۔ لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان نے سوویت یونین کو افغانستان پر قبضہ کرنے نہیں دیا اور افغانستان اگر یہ کہے کہ ہماری وجہ سے پاکستان روسیوں کے ہاتھوں روندے جانے سے بچ گیا تو دونوں باتیں درست ہیں۔ بہرحال یہ کہنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے کہ افغانستان پر سوویت یونین کے اس حملے پر جو کردار پاکستان نے ادا کیا وہ اگرچہ صحیح اور درست تھا لیکن یہ پاکستان کو بہت مہنگا پڑا اور پاکستان کو اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور اسے اس کی اتنی قیمت ادا کرنا پڑی جس کی پوری تفصیل دی نہیں جا سکتی، جس میں مہاجرین کی دیکھ بھال اور اُن پر بھاری وسائل کا خرچ کرنا اور کلاشنکوف کلچر کا وجود میں آ جانا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پھر جب نائن الیون کے بعد امریکہ افغانستان پر حملہ آور ہوا تو وہ پاکستان میں اگلے جرنیل یعنی پرویز مشرف کا دورِ حکومت تھا۔ امریکہ نے مشرف کو دھمکی دی اور پاکستان سے قولی اور عملی تعاون کا مطالبہ کیا تو مشرف نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، مکمل طور پر سرنڈر کر دیا، امریکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور امریکیوں کے کہنے پر وہ کچھ کر گزرا جس کا ذکر کرتے بھی ہر پاکستانی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ اس حوالے سے افغانی پاکستان کو جو بھی کہیں کم ہے اس حقیقت کو ہمیں تسلیم کرنا ہوگا۔

ہم نے افغانوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا اور تو اور سفارتی آداب کو بُری طرح کچلتے ہوئے افغانستان کے پاکستان میں سفیر ملّا عبدالسلام ضعیف سے بدترین سلوک کیا اور اسے بھی امریکہ کے حوالے کر دیا جو ایک انتہائی شرمناک عمل تھا۔ دنیا کی سفارتی تاریخ میں ایسی مثال بھی کم ہی ہوگی۔ ہماری ہمسایہ برادر اسلامی ملک کے ساتھ اس سے بڑا ظلم اور زیادتی کیا ہوگی کہ امریکی فضائیہ پاکستان کے ہوائی اڈوں سے پرواز کر کے افغانستان میں بمباری کرتی رہی۔ علاوہ ازیں افغان مجاہدین کے قیدیوں سے انسانیت سوز سلوک کیا جاتا رہا۔ افغان اس کی ذمہ داری بھی پاکستان پر ڈالتے تھے جس کی وجہ سے افغانیوں کے دلوں میں پاکستان کے خلاف نفرت عروج پر پہنچ گئی ۔ دوسری طرف امریکیوں نے بھی پاکستان پر ڈبل گیم کا الزام لگایا گویا ہم نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔

قصہ مختصر بہادر افغان طالبان نے امریکیوں کو جوتیاں چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دوسری طرف پاکستان میں جنرل مشرف قصہ پارینہ بن چکا تھا۔ سول حکومت نے افغان طالبان سے اچھے تعلقات استوار کر لیے تھے۔ آخری دنوں میں پاکستان نے کھل کر افغان طالبان کی مدد کی۔ 15 اگست 2021ء افغان طالبان کے لیے تاریخ ساز دن تھا جب انہوں نے کابل پر قبضہ کرلیا۔ اب یہ تصور مضبوط سے مضبوط تر ہو کر سامنے آیا کہ افغانستان اور پاکستان میں گہری چھنے گی لیکن شومئ قسمت ایسا نہ ہو سکا۔ ایک طرف افغان طالبان کی خواہش کے باوجود عام افغانی پاکستانیوں کو دل میں

جگہ نہ دے سکے۔ افغان طالبان کی حکومت پاکستان دشمن عناصر کو کنٹرول کرنے میں بُری طرح ناکام رہی۔ امن کے لیے مذاکرات ہوئے لیکن پاکستان کے اپنے حالات سازگار نہ رہے۔ آٹھ فروری کے متنازعہ انتخابات کے بعد ہر گزرتے دن کے ساتھ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام بڑھتا گیا۔ یہ تاثر بڑھا کہ مینڈیٹ چوری ہوا ہے اور انتخابات میں ہارے ہوئے لوگوں کی حکومت مسلط کر دی گئی۔ نئی حکومت کو خود کو قائم رکھنے کے لیے امریکہ کی جو بائیڈن حکومت کا سہارا لینا پڑا۔ امریکی کسی صورت فری لنچ کے قائل نہیں۔ بہرحال صورتحال یہ بن گئی کہ ایک طرف ٹی ٹی پی کے لوگ پاکستان میں دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں تو پاکستان کی حکومت سے ناراض افغان طالبان انہیں روکنے کے لیے کسی قسم کی سرگرمی کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ دوسری طرف حکومتِ پاکستان نے دہائیوں سے موجود افغانیوں کو انتہائی قلیل مدت کا نوٹس دے کر پاکستان سے نکل جانے کا حکم انتہائی بے رحمی سے دیا۔ پھر یہ کہ پاکستان کی فضائیہ افغانستان میں کارروائیاں کر کے دہشت گردوں کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کرتی ہے اور افغان حکومت اسے اُن معصوم شہریوں کا قتلِ عام قرار دیتی ہے جنہیں پاکستان نے انتہائی شارٹ نوٹس پر پاکستان سے نکال باہر کیا ہے گویا دونوں اسلامی برادر ہمسایہ ممالک میں کشیدگی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ امریکہ جلتی پر تیل ڈالتا ہے اس کی ایک ویب سائٹ ڈراپ سائٹ نیوز اس طرح کی خبریں لگا رہی ہے: "Pakistan's Mililtary hopes to drag Turmp into war" تاکہ دونوں ممالک کی کشیدگی میں اضافہ ہو اور وہ تصادم کی طرف بڑھیں۔ راقم کی رائے میں یہ امریکی شرانگیزی کے سوا کچھ نہیں ہے اس لیے کہ کسی دوسرے ذریعہ نے اس خبر کی تصدیق نہیں کی۔ اصل سوال یہ ہے کہ پس چہ باید کرد۔ اس سوال کے جواب کی ضرورت ہے کہ دونوں ہمسایہ مسلمان برادر ممالک اپنے دشمنوں کی سازشیں ناکام بنا سکیں۔ راقم کی رائے میں اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ نیک نیتی سے مذاکرات کیے جائیں۔ مذاکرات اور صرف مذاکرات اس کے سوا کوئی حل نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ افغانیوں کو بزور بازو جبر اور جنگ سے دبایا نہیں جا سکتا اور اب تجربے سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ افغانیوں کے ساتھ زور آوری ہمیشہ ناکام رہی البتہ افغانیوں کا معاملہ بھی بڑا الجھا ہوا ہے۔ پاکستان کے مطابق اصل قصور وار اُن کے بعض شرپسند گروپس ہیں جو بیرونی اشاروں پر پاکستان کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں اور مذاکرات کو ڈھال بنا کر فائدہ اُٹھاتے ہیں اور یہ اعتراض کوئی ایسا غلط بھی نہیں ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ انتہائی نیک نیتی سے شرپسندوں سے اعراض برتتے ہوئے صرف ان گروپس سے مذاکرات کریں جو نائن الیون کے بعد ہونے والی کارروائیوں سے پاکستان سے ناراض ہیں۔ اُن سے معذرت کی جائے۔ اُنہیں دلائل سے سمجھایا جائے کہ امریکہ اور بھارت کی سازشوں سے مسلمان ایک دوسرے کا خون کیوں بہا رہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا ایسے گروپس اچھے سلوک اور انسانی ہمدردی کے قائل ہو جائیں گے پھر ان گروپس اور افغان طالبان کے ساتھ مل کر دوسرے گروپس کے خلاف مشترکہ کارروائی کی جائے جو مال و زر کے لالچ میں اور علاقائی تعصب کی بنا پر مسلمانوں میں خون ریزی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ غور کریں ہمارا دین اسلام بھی ہمیں یہی راستہ دکھاتا ہے کہ مسلمانوں کے متحارب گروپس کے درمیان صلح کراؤ اور جو گروپ زیادتی کرے اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرے، دونوں مل کر اُس کے خلاف جنگ کریں۔ صرف اور صرف یہی راستہ ہے۔

افغانستان اور پاکستان میں باہم جنگ و جدل سے کسی بھی صورت کوئی فاتح نہیں ہو سکے گا۔ خدارا اصل دشمنوں کو پہچانیں اور اُنہیں ناکام بنائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ طاقت کے استعمال کی ناکامی نوشتۂ دیوار ہے، اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جب پاکستان وجود میں آیا تو علامہ اقبال کو وفات پائے نو (9) سال گزر چکے تھے۔ اُنہوں نے افغانستان کے امن کو اس خطے کا امن قرار دیا تھا۔ بھارت علامہ اقبال جیسے دانشور کی اس بات کو سمجھے اور افغانستان کے ذریعے شرانگیزی پھیلانے سے باز آئے وگرنہ یہاں لگی ہوئی آگ سے وہ بھی اپنا دامن نہ بچا سکے گا اور پاکستان مذاکرات ہی کو اصل حل سمجھے۔ یہی اسلامی اخوت کا تقاضا ہے اور ہماری سلامتی کا بھی یہی راستہ ہے۔

از فساد او فساد آسیا

پریس ریلیز 28 فروری 2025ء

معاشی دلدل میں پھنسے پاکستان کے صوبہ پنجاب کی ایک سالہ حکومتی کارکردگی کے حوالے سے کروڑوں کے اخباری اشتہارات دینا انتہائی شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

معاشی دلدل میں پھنسے پاکستان کے صوبہ پنجاب کی ایک سالہ حکومتی کارکردگی کے حوالے سے کروڑوں کے اخباری اشتہارات دینا انتہائی شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک طرف پاکستان کے عوام غربت کی چکی میں بُری طرح پس رہے ہیں اور انہیں مختلف قسم کے ٹیکسوں کے ذریعے مہنگائی کے پہاڑ تلے دبا دیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ آئی ایم ایف کے ساتھ ایسے معاہدے کیے گئے ہیں جن کی شرائط ملکی مفاد میں نہیں۔ لیکن ہماری اشرافیہ کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ ٹیکس دہندگان سے حاصل کی گئی رقم، جو درحقیقت قوم کی امانت ہے، اُسے اخبارات میں ذاتی تشہیر کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی کہ وہ اپنے ایک سالہ دورِ حکومت کی کارکردگی کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لیے کروڑوں روپے کے اشتہار ہر بڑے اور درمیانی درجے کے اخبار میں شائع کرائیں؟ یہ سب اُس ملک میں ہو رہا ہے جس کے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ سمیت اعلیٰ سول و عسکری قیادت سودی قرضہ دینے والے مختلف اداروں اور دیگر ممالک میں کشکول اُٹھائے پھرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمران کو توصحیح معنوں میں عوام کا خادم ہونا چاہیے۔ حکمران کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ عوام کے لیے خوراک، صاف پانی، رہائش، صحت اور تعلیم کا بندوبست کرے۔ اُن کی جان، مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا انتظام کرے اور ان پر معاشی بوجھ کم سے کم ڈالا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ عوام کے لیے دینی احکامات پر عمل کرنے کے حوالے سے تمام سہولیات فراہم کرے، جس کی پاکستان کے آئین کی دفعہ 230 بھی متقاضی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک میں وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ کو آئے 3 سال گزر جائیں گے لیکن اس پر عمل درآمد کے لیے ذرا برابر کام نہیں کیا گیا۔ پھر یہ کہ حال ہی میں پارلیمان سے منظور کی گئی متنازعہ 26ویں آئینی ترمیم میں بھی یہ درج ہے کہ یکم جنوری 2028ء تک سود کو ملکی معیشت سے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا لیکن اس پر بھی کوئی پیش رفت سامنے نہیں آ رہی۔ سرکاری ذرائع کے مطابق مملکتِ خداداد پاکستان اس وقت 73.3 کھرب روپے کی مقروض ہے اور اب آئی ایم ایف کے وفود پاکستان کے مختلف اداروں کے سربراہان سے ملاقات کر کے گویا انہیں ہدایات دے رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ المیہ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد ملک و قوم کی اسلامی اساس کو بنیاد بنانے کی بجائے اشرافیہ نے لوٹ مار، کرپشن اور اقرباء پروری کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ اُنہوں نے سوال اُٹھایا کہ جب ہم سودی معیشت کو جاری رکھ کر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے حالتِ جنگ میں رہیں گے تو ملک کی معیشت کیسے سُدھر سکے گی؟ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فرسودہ نظام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے۔ جاگیرداری اور سرمایہ داری کے ظالمانہ نظام کے ساتھ ساتھ سود، کرپشن اور اقرباء پروری کا خاتمہ کیا جائے۔ پاکستان میں اسلام کا معاشی نظام قائم اور نافذ ہوگا تو عوام کے بنیادی معاشی مسائل بھی حل ہوں گے اور مسلمانانِ پاکستان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ ان شاء اللہ!۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

مفہوم فرمان رسول ﷺ دریا کے کنارے بھی بیٹھے ہوں تو پانی ضائع نہ کریں

رب کریم کی عظیم نعمت پانی زندگی ہے، اسے بچائیں

زیر زمین پانی کی سطح کو بلند کرنے اور سیلاب سے بچاؤ کے ممکنہ طریقے

ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی ایک وقت وضو کرنے میں 4 سے 5 لیٹر پانی استعمال کرتا ہے اور یہ پانی پاک ہوتا ہے اور ہم اپنی ناسمجھی کی بنا پر اس کو گٹر کے پانی میں ڈال کر ضائع کر رہے ہیں، اگر مسجد میں دو سیوریج سسٹم بنائے جائیں ایک ٹوائلٹ کا جس کا پانی سوسائٹی کے گندے پانی کے ساتھ منسلک کیا جائے اور دوسرا وضو اور بارش کے پانی کو جمع کرنے کا۔ مساجد میں وضو اور بارش کے پانی کو جمع کر کے 150 فٹ بور / یا 8 فٹ گولائی اور 30 فٹ گہرائی والا ہنی کومب کنواں / غرقی تیار کر کے دوبارہ زیر زمین پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے تو اس طرح ان گنت پانی کو دوبارہ استعمال میں لایا جاسکے گا۔ اور زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو جائے گی۔ اس منصوبے کی اندازاً لاگت تقریباً دو لاکھ پچھتر ہزار سے تین لاکھ روپے -/275,000 سے -/300,000 تک ہو گی۔

الحمدللہ بیتُ اللہ فاؤنڈیشن کی تکنیکی معاونت کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچنے والے منصوبہ جات کی تفصیلات درج ذیل ہیں

- ★ جامع مسجد عائشہ صدیقہ لاہور تکمیل منصوبہ اکتوبر 2022، سالانہ پانی کی بچت تقریباً 3,00,000 (تین لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد ٹریٹ کارپوریشن لاہور تکمیل منصوبہ ستمبر 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 1500,000 (پندرہ لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد تقویٰ پنجاب کوآپریٹو سوسائٹی غازی روڈ لاہور کینٹ تکمیل منصوبہ نومبر 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 10,00,000 (دس لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد مدنی ماہی چوک صادق آباد تکمیل منصوبہ جولائی 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 15,00,000 (پندرہ لاکھ) لیٹر
- ★ مدرسہ انوار محمد حمادیہ گڈو روڈ ماہی چوک صادق آباد تکمیل منصوبہ مارچ 2024 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 5,00,000 (پانچ لاکھ) لیٹر

اس پیغام کو عام کیجئے جزاک اللہ خیرو احسن الجزاء

ان منصوبوں میں تکنیکی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے
بیتُ اللہ فاؤنڈیشن سے رابطہ کیا جاسکتا ہے

محمد عظیم صدر
0321-4630894

حافظ محمد علی ناظم مالیات
0317-3817824

مفتی عتیق الرحمن شہیدی امام مسجد
0321-5781187

مرکزی دفتر: بیتُ اللہ فاؤنڈیشن جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ، سمارٹ ٹاؤن،
نزد ای 5 بلاک، انجینیئرز ٹاؤن، سیکٹر اے، ڈیفنس روڈ لاہور

حدیث کی رو سے جب حیا ختم ہو جائے تو انسان گناہوں کی غلاظت میں بڑھتا چلا جاتا ہے، Pornographic Blasphemy اس کی ایک زندہ مثال ہے: رضاء الحق

توہین مذہب کے اس بدترین فعل میں ملوث افراد کو ریاست قرار واقعی سزا دے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو: عبدالوارث گل

کمیشن بنانے کا مطالبہ توہین مذہب کے مجرموں کو ملک سے فرار کروانے کی ایک سازش ہے: قیصر احمد راجہ

’’سوشل میڈیا پر فحش مواد پر مبنی توہینِ مذہب‘‘

پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: پاکستان میں سوشل میڈیا کے ذریعے توہین مذہب (Blasphemy) کا ایک پورا گروپ متحرک ہے۔ اس فتنہ کے حوالے سے آگاہی دیجیے کہ سوشل میڈیا کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اور لوگ کس طرح اس کا شکار ہو رہے ہیں؟

عبدالوارث: بدقسمتی سے یہ توہین مذہب کی اب تک کی سب سے بدترین شکل ہے۔ پہلے ہم سنتے تھے کہ کسی نے قرآن پھاڑ دیا، جلا دیا، پیغمبروں کی شان میں گستاخی کر دی اور اسے ہم توہین مذہب کہتے تھے لیکن اب جو فتنہ پھیل رہا ہے اس میں اس قدر بدترین توہین کا ارتکاب کیا جا رہا ہے کہ اسے بیان کرتے ہوئے انسان لرز جاتا ہے۔ یہ بدترین شیطانی طریقہ کار ہے جس میں ننگی اور گندی تصاویر پر مقدس ہستیوں کے نام لکھے ہوتے ہیں یا ایسی گندی ویڈیوز ہوتی ہیں جن میں بدکاری کی جا رہی ہوتی ہے اور اس میں جائے نماز یا قرآن دکھایا جاتا ہے۔ اس غلاظت کو سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز سے جعلی IDs اور پیجز سے شیئر کیا جاتا ہے اور ان جعلی IDs کے نام بھی اسلامی رکھے جاتے ہیں جس سے ایک عام آدمی اور دینی طبقہ کے لوگ بھی دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ جیسے ہی وہ اس میں انٹر ہوتے ہیں تو آگے ان کو کچھ گندی اور ننگی تصاویر اور ویڈیوز ملتی ہیں۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ آپ اس کو دو لوگوں تک شیئر کرو تو آپ کو گروپ یا پیج میں ایڈ کیا جائے گا۔ اس توہین کے پیچھے ایک منظم تحریک ہے جس کے شکار ہر طبقہ اور ہر عمر کے افراد ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ دینی طبقات کے لوگ بھی اس کا شکار ہو رہے ہیں، وہ نہ صرف اس تحریک کا حصہ بن جاتے ہیں بلکہ ایسی چیزیں بنانا بھی شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ چند لوگ گروپ چلا رہے ہیں یا سوشل میڈیا پیجز چلا رہے ہیں بلکہ اس کے پیچھے باقاعدہ ایک سازش ہے۔ 2023ء میں طیب نامی ایک شخص پکڑا گیا تھا تو اس نے اس بات کا برملا اظہار کیا تھا میں شیطان کا پیغمبر ہوں۔ اس نے ایک کتاب بھی لکھی جس کے متعلق اُس کا دعویٰ ہے کہ اُس پر الہام کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جو مغلظات اس نے بکے ہیں، انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ان ظالموں نے قرآن اور اللہ کے پیغمبروں سمیت کسی بھی مذہب کو نہیں بخشا۔

سوال: کیا اس تحریک کے پیش رو تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی جیسے لوگ ہیں جن کا مقصد اسلام کو بدنام کرنا ہے یا اس کے کچھ اور مقاصد بھی ہیں؟ اس تحریک کے پس پردہ اصل کردار کون ہیں؟

رضاء الحق: اللہ کے دین کی مخالفت میں جو بھی تحریک اُٹھتی ہے اس کا سب سے پہلا پیش رو تو خود شیطان ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کی ذریت اس تحریک میں شامل ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶﴾ (الناس) ’’خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔‘‘

ایک دور تھا جب ریڈیو، ٹی وی نہیں تھا تب ہماری معاشرتی اقدار بہت مضبوط تھیں، گھر اور خاندان کا نظام تھا، شرم وحیا اور ادب واحترام تھا۔ پھر ریڈیو اور ٹی وی آ گئے تو شروع میں نیوز کاسٹرز سر پر دوپٹہ لیے ہوتی تھیں اور اشتہارات میں بھی بے حیائی کا عنصر کم ہوتا تھا۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آتی گئیں، ٹولز بدلتے گئے اور عالمی سطح پر شیطانی ایجنڈا بھی آگے بڑھتا گیا اور اب نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ بے حیائی، فحاشی اور توہین مذہب کو ایک ساتھ لے کر چلنے والی تحریکیں پھیل رہی ہیں۔

سوال: کیا ایسی تحریکوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو پورنوگرافی میں ملوث ہیں؟

رضاء الحق: بالکل اس سے آگے بڑھ کر بھی معاملہ ہو سکتا ہے کیونکہ ڈارک ویب کے اوپر شیطانی تنظیموں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ چند برس قبل برطانوی پارلیمنٹ میں یہ سکینڈل سامنے آیا تھا کہ اس کے کچھ ارکان کے لیپ ٹاپس سے چائلڈ پورنوگرافی کے شواہد ملے تھے جن کا تعلق ڈارک ویب سے تھا۔ پھر اس معاملے کو دبا دیا گیا۔ ممکن ہے اسی شیطانی ایجنڈے کا دائرہ کار اب عام سوشل میڈیا اور واٹس ایپ گروپس تک بڑھا یا گیا ہو کیونکہ شیطانی ایجنڈا مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔ آپ دیکھیں پہلے نکاح اور شادی کے بندھن سے لوگوں کو نکالا گیا اور مادر پدر آزاد معاشرت کی بنیاد ڈالی گئی، پھر معاملہ اس سے بھی آگے بڑھا تو LGBTQ تک پہنچا، پھر اس بدکاری کا دائرہ جانوروں تک بڑھتا گیا۔ سائیکالوجی کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو یہ شیطانی مرض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))

’’اگر تم بے حیا ہو جاؤ تو پھر تم جو چاہے کر سکتے ہو۔‘‘

جب حیا ختم ہو جائے تو انسان گناہوں میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور پورنوگرافک توہین مذہب اس کی ایک زندہ مثال ہے۔

سوال: حالیہ فتنہ میں مبتلا 400 لوگوں کو حکومتی اداروں نے گرفتار کیا ہے جبکہ ہزاروں لوگوں کے اس فتنہ میں مبتلا ہونے کی اطلاعات ہیں کیونکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ پچاس ہزار ایسے گروپ چلائے جا رہے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگ اس فتنہ کا شکار کیسے ہو گئے، کیا انٹرنیٹ کی مکمل آزادی کی وجہ سے یہ فتنہ پھیلا؟

قیصر احمد راجہ: یہ کہا جا رہا ہے کہ 50 ہزار گروپس ہیں، ہر گروپ میں اگر ہزار لوگ ہوں گے تو یہ لاکھوں میں تعداد بنتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ایک آدمی نے سینکڑوں جعلی اکاؤنٹس بنائے ہوں۔ اس فتنہ میں مبتلا مختلف قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو جنسی تسکین

کے حوالے سے مایوس تھے جب انہیں سوشل میڈیا پر یہ سہولت میسر ہوئی تو انہوں نے فیک آئی ڈیز بنالیں اور اس میں ملوث ہوگئے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو بدکاری کے نئے راستے ڈھونڈنا چاہ رہے تھے، تیسرے وہ لوگ ہیں جو لبرل یا دین بےزار ہیں۔ جیسا کہ چند دن قبل عدالت کے ایک فیصلے میں ایک مکمل پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ لبرل تعلیم ہماری نوجوان نسل کو کہیں کا نہیں چھوڑ رہی لہٰذا اس کا کوئی حل نکالا جانا چاہیے۔ تاہم مذکورہ فتنے میں وہ لوگ بھی مبتلا بتائے گئے ہیں جن کا تعلق دینی اداروں سے ہے اور وہ بھی جو بالکل اَن پڑھ ہیں۔ ان سب میں مشترک مرض یہ پایا گیا ہے کہ پورنوگرافی کا نشہ ان پر حاوی ہوگیا اور وہ اس سے نکل نہیں پائے بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

سوال: اس شیطانی فتنے میں مبتلا جو لوگ پکڑے گئے ہیں ان میں ہر عمر، ہر جنس اور ہر طبقے کے لوگ ہیں۔ ان کو پکڑنے کے لیے باقاعدہ کوئی قانونی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے یا ماورائے قانون گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں؟

عبدالوارث: ان کو FIA کے ذریعے گرفتار کیا گیا ہے اور FIA کا طریقہ کار پولیس سے مختلف ہوتا ہے۔ اس میں ملزم کے متعلق پہلے باقاعدہ تحقیق کی جاتی ہے، پھر اس کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اگر مجرم پایا جائے تو پھر اس سے رابطہ کیا جاتا ہے اور باقاعدہ قانونی طریقہ کار کے تحت گرفتار کرکے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ عدالت نے اب تک 36 لوگوں کو سزائیں سنائی ہیں۔ اس پر ہمارا سیکولر اور لبرل طبقہ اور کچھ بیرونی فنڈنگ والی این جی اوز جو واویلا کر رہی ہیں۔ ان کا مقصد سوائے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ بدقسمتی سے اعتراض کرنے والے کچھ لوگوں کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ وہ ریاست کے چند بڑے اداروں میں اپنا اثر رسوخ رکھتے ہیں۔ یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے اداروں کو ایسے لوگ چلا رہے ہیں۔

سوال: اعتراض کرنے والوں نے ایک وکیل راؤ عبدالرحیم صاحب کا نام بھی لیا ہے کہ وہ FIA سے مل گئے ہیں اور لوگوں سے پیسے وصول کر رہے ہیں۔ اس الزام میں کتنی سچائی ہے؟

قیصر احمد راجہ: میں نے ایمان مزاری صاحبہ سے رابطہ کرکے مطالبہ کیا کہ ایڈووکیٹ راؤ عبدالرحیم صاحب پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں ان کے ثبوت مجھے فراہم کیے جائیں لیکن انہوں نے کوئی ثبوت فراہم نہیں کیے۔ ان مجرموں کو بچانے کے لیے ’’بلاس فیمی تحفظ گروپ‘‘ بھی کام کر رہا ہے جس میں دین بےزار سیکولر، لبرل اور قادیانی بھی شامل ہیں اور وہ اس شیطانی فتنہ کے خلاف کام کرنے والوں (جن میں وکلاء، FIA اہلکار اور قرآن بورڈ سمیت مدعیان بھی شامل ہیں) پر ’’بلاس فیمی بزنس گینگ‘‘ ہونے کا بہتان لگا رہے ہیں کہ یہ پیسے کمانے کے لیے لوگوں کو پکڑتے ہیں اور پیسے لے کر چھوڑ دیتے ہیں۔ جب ملزمان کے وکیل سے پوچھا گیا کہ آپ کوئی ایک کیس ایسا بتا سکتے ہیں کہ جس میں پیسے لے کر چھوڑا گیا ہو یا صلح صفائی ہوگئی ہو۔ وکیل نے بتایا کہ ایسا ایک کیس بھی نہیں ہے۔

عبدالوارث: ایڈووکیٹ عثمان صاحب بھی اس کیس کو ڈیل کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے ملزمان کے والدین سے پوچھا کہ آپ سے کسی نے پیسے مانگے ہوں تو بتائیں لیکن وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکے۔ اسی طرح عدالت میں بھی ملزمان سے یہ پوچھا گیا لیکن وہاں بھی انہوں نے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ 65 کیس تو صرف قرآن بورڈ نے درج کروائے ہیں۔ اسی طرح پیمرا سرکاری ادارہ ہے اس نے بھی توہین مذہب کے ایسے واقعات کی نشاندہی کی ہے، پھر PTA نے بھی کہا ہے کہ ہم نے کچھ ویب سائٹس بلاک کی ہیں جن پر توہین مذہب کے واقعات ہو رہے تھے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ایسے کیسز کے حوالے سے شکایات درج کروائی ہیں۔ کیا یہ سب ادارے راؤ عبدالرحیم کے کہنے پر ایسا کر رہے ہیں؟

رضاء الحق: کچھ عرصہ سے ہمارے تحقیقاتی اداروں پر سے لوگوں کا اعتماد اُٹھ گیا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ عرصہ سے آڈیو ویڈیو لیکس کا سلسلہ شروع ہوا تو ہمارے اداروں نے یہ نہیں بتایا کہ ان کے پیچھے کون ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ ایڈووکیٹ راؤ عبدالرحیم نے مبارک ثانی کیس قادیانیوں کے خلاف لڑا تھا لہٰذا اس لیے بھی ان کو سزا دی جارہی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے تحقیقاتی اداروں کے پاس مجرموں تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وہ مجرموں کے گروپ میں بھیس بدل کر شامل ہوجاتے ہیں اور ساری معلومات اکٹھی کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا ابھی تک کوئی ملزم بھی اس کیس میں بے گناہ قرار نہیں پایا؟

قیصر احمد راجہ: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی پر شک ہوا، تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کا ڈیٹا چوری کرکے کسی نے استعمال کیا ہے یا آئی ڈی ہیک ہوئی ہے تو سچائی سامنے آنے پر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اصل مجرم کو پکڑا جاتا ہے۔ راولپنڈی میں ایک بچی کے نمبر پر کسی نے واٹس ایپ گروپ بنایا ہوا تھا۔ جب اسے پکڑا گیا تو سچائی سامنے آگئی اور بچی کو چھوڑ دیا گیا۔ انوسٹی گیشن میں ایسی مثالیں مل جاتی ہیں لیکن جن لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہوتی ہے وہ پکے ثبوتوں کے بغیر نہیں ہوتی۔ مجھے کوئی ایک کیس بھی ایسا نہیں ملا۔

سوال: ایمان نامی خاتون کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اس کے موبائل سے ملزمان کے موبائل پر کچھ تصاویر اور ویڈیوز شیئر ہوئی ہیں۔ ملزم پوچھتا ہے کہ آپ نے مجھے کیا بھیج دیا ہے۔ خاتون کہتی ہے کہ میں نے کچھ نہیں بھیجا۔ وہ کہتی ہے کہ مجھے واپس بھیجو۔ جب وہ واپس بھیجتا ہے تو وہ پکڑا جاتا ہے۔ اس میں کتنی سچائی ہے؟

عبدالوارث: انہوں نے کہانی کے طور پر ایک واقعہ گھڑ لیا تھا لیکن عدالتوں میں کہانیاں نہیں چلتیں، وہاں دلائل اور ثبوت چلتے ہیں۔ 400 لوگ جو گرفتار ہوئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کو ون ٹائم شیئرنگ کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا ہو۔ کم ازکم جو 6 ماہ تک مسلسل ملوث رہا ہو اس کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ ملزموں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو سالہا سال سے توہین مذہب کے مرتکب ہو رہے تھے۔

سوال: مجرمین کے خلاف اس قدر پختہ ثبوتوں کے باوجود جو لوگ ان کے دفاع میں آگے آرہے ہیں وہ کس بنیاد پر آرہے ہیں؟

رضاء الحق: بنیادی بات یہ ہے کہ پاکستان میں ایک دین بےزار، سیکولر اور لبرل طبقہ ایسا ہے کہ جب بھی کوئی اس طرح کا کیس آتا ہے تو وہ شور مچاتا ہے۔ جیسا کہ مبارک ثانی کیس، آسیہ مسیح کیس یا بابا شکور قادیانی کیس کے دوران یہ طبقہ ان کے حق میں بولتا رہا۔ یہ طبقہ مغرب کی اس سوچ سے متاثر ہوتا ہے جو اسلام دشمنی پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسا کہ انڈین کورونیکلز کے معاملے میں پوری دنیا کے سامنے یہ سچائی آگئی کہ کس طرح جعلی آئی ڈیز اور ویب سائٹس بنا کر بھارت پاکستان اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا تھا۔ ان کی ڈور جن ہاتھوں میں ہوتی ہے ان کا تو مشن یہی ہے کہ مسلمانوں کو قرآن سے دور کر دیا جائے، اسلام کی اہمیت مسلمانوں کے دلوں سے نکال دی جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت اہل ایمان کے دل سے نکالی جائے، اہل بیت اور صحابہ کرام ؓ کی کردارکشی کی جائے۔ پھر وہ فرقہ واریت کو ہوا دینے اور مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لیے بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔

سوال: ایمان مزاری جیسے لوگ جو توہین مذہب کے مجرموں کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں ان کے پیچھے کون لوگ ہیں جنہوں نے ان کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں؟

قیصر احمد راجہ: اس میں صرف ایمان مزاری نہیں ہے بلکہ دیگر بہت سے لوگ شامل ہیں۔ عثمان بھٹی ہیں، عثمان کریم الدین ہیں جنہوں نے مبارک ثانی کے دفاع

میں کیس لڑا اور ابھی بھی وہ توہین مذہب کے 50 ملزموں کے دفاع میں کیس لڑ رہے ہیں۔ خیر وہ تو وکیل ہیں اور یہ ان کا پیشہ ہے۔ مگر توہین مذہب کے مجرموں کو تحفظ دینے میں ہمارے دو ادارے بھی ملوث ہیں۔ (1) سپیشل برانچ، جس نے کسی بیرونی این جی او کی افواہ سازی کو بلاتحقیق اور ثبوت کے پبلک کیا، (2) ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان جس نے پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دنیا میں خبر پھیلائی کہ گرفتار شدہ لوگ بے گناہ ہیں۔ اس پر 24 فروری کو لاہور ہائی کورٹ نے ہیومن رائٹس کمیشن کو نوٹس بھی بھیجا ہے کہ آپ نے قانون کو کیوں توڑا ہے؟ کئی مجرمین کے والدین سے میں ملا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بچے توبہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان سے جرم ہوا ہے۔ اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ مذہبی طبقہ کے دباؤ میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں نے ان کے وکیل عثمان بھٹی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہاں کوئی مذہبی طبقہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی نعرے بازی ہوتی ہے۔ کئی ملزمان کے وکیل ہی عدالت میں پیش نہیں ہوتے۔ حالانکہ اگر آپ سچے ہیں تو عدالت میں آکر ثبوت پیش کریں۔

سوال: توہین مذہب کے ان ملزموں کے خلاف عدالتوں میں تمام تر قانونی تقاضے پورے ہو رہے ہیں۔ اس کے باوجود کمیشن بنانے کی باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟

عبدالوارث: ایک بہانہ بنایا جا رہا ہے کہ عدالتوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے لہٰذا کمیشن بنایا جائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کچھ ریٹائرڈ لوگوں کو ججوں کے سروں پر بٹھایا جائے تاکہ اپنی مرضی کا فیصلہ لیا جا سکے۔ اس کے حوالے سے بہت امکانات بھی ہیں کہ یہ کمیشن بن جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ عمران خان کے زیر سماعت کیسز کے حوالے سے جب کمیشن بنانے کی بات کی جاتی ہے تو صاف انکار کر دیا جاتا ہے لیکن جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین کرنے والوں کے خلاف کیس زیر سماعت ہو تو فوراً کمیشن بنانا یاد آجاتا ہے؟ اس پر بعض بڑی دینی جماعتوں کے سربراہان نے کہا ہے کہ اگر آپ اس لیے کمیشن بنا رہے ہیں کہ سزا یافتہ لوگوں کے کیسز کی دوبارہ سماعت شروع کی جائے تو یاد رکھئے کہ عوام برداشت کی حد کھو دے گی۔

سوال: کمیشن سے کوئی خیر برآمد ہونے کی توقع ہے یا یہ کسی انٹرنیشنل پریشر کی وجہ سے بنایا جا رہا ہے؟

قیصر احمد راجہ: کسی ایک ملزم کی طرف سے بھی درخواست نہیں گئی کہ کمیشن بنایا جائے۔ کمیشن کا مطالبہ وہ لوگ کر رہے ہیں جو ملزم نہیں ہیں۔ لہٰذا قانون کی رو سے ان کا یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ کمیشن جائزہ لے گا کہ FIA اور دیگر اداروں نے قانون کا غلط استعمال تو نہیں کیا۔ حالانکہ یہ جائزہ عدالتی ٹریبونل بھی لے سکتا ہے، JIT لے سکتی ہے، پارلیمنٹری کمیٹی لے سکتی ہے لیکن اس صورت میں ملزمان کو ضمانت نہیں مل سکتی اور نہ ہی ملک سے فرار ہونے کا موقع مل سکتا ہے۔ جبکہ کمیشن کے ذریعے یہ دونوں راستے کھل سکتے ہیں۔ احمد ستی کیس میں بھی اسی طرح سپریم کورٹ سے مشروط ضمانت ملی تھی کہ تم نے ہر سماعت میں حاضر ہونا ہے لیکن وہ ملک سے فرار ہو گیا۔ لہٰذا کمیشن کی آڑ میں یہ ٹیکنیکل گیم کھیلنا چاہتے ہیں۔ کمیشن بنتے ہی ایک جواز پیدا ہو جائے گا کہ چونکہ کمیشن ریاست کی طرف سے بنایا جا رہا ہے اس لیے معاملہ مشکوک ہے اور اس شک کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ضمانت کا مطالبہ کریں گے اور ضمانت ہو گئی تو ملک سے فرار کے راستے خود کھل جائیں گے۔

سوال: توہین رسالت کے ملزمان کو ضمانتیں کیوں مل جاتی ہیں اور اس کے بعد وہ ملک سے کیسے فرار ہو جاتے ہیں؟ کیا کچھ اندرونی قوتیں اس میں ملوث ہوتی ہیں؟

عبدالوارث: بعض لوگ توہین مذہب کرتے ہی اس لیے ہیں تاکہ ان کو مغرب کی ہمدردیاں حاصل ہو جائیں اور وہ یورپ میں سیٹل ہو سکیں۔

رضاء الحق: ایک ٹاک شو کے دوران صاحبزادہ حامد نے بھی ان کیمرہ پارلیمنٹری سیشن کی بات کی ہے کہ اس میں سارے ثبوت لا کر سامنے رکھے جائیں۔

سوال: اس حوالے سے کس کس نے آواز بلند کی ہے؟

عبدالوارث: صاحبزادہ حامد نے مین سٹریم میڈیا پر بیٹھ کر بتایا کہ میں نے اسمبلی میں چار پانچ ایجنڈے پیش کیے تھے لیکن مجھے بتائے بغیر توہین مذہب کے مسئلہ کو ایجنڈے سے نکال دیا گیا۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ جس اسمبلی کو ان معاملات پر آواز اٹھانی چاہیے تھی وہاں پر ہی مجرموں کو تحفظ مل رہا ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر دینی جماعتوں اور علماء کو جس قدر آواز اُٹھانی چاہیے تھی وہ نہیں اُٹھائی گئی۔

سوال: اگر کمیشن بنا کر توہین مذہب کے ملزمان کو ملک سے باہر بھیجنا شروع کر دیا گیا تو پھر حالات کیا ہوں گے، ہم اپنے بچوں کو اس فتنہ سے کیسے بچائیں گے؟

قیصر احمد راجہ: یہ ایک خطرناک مثال بن جائے گی۔ اگر قانون خود مجرموں کو راستہ فراہم کرے گا تو جرائم کبھی رُک نہیں پائیں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ ہمارے سیاستدان اور ارباب اقتدار اس معاملے میں سنگین غلطی کے مرتکب نہیں ہوں گے۔

عبدالوارث: اگر کمیشن بنا کر قانونی راستے کو مسمار کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر شاید آئندہ عوام خود ہی فیصلے کریں گے اور بدامنی پھیلے گی۔ لہٰذا ہماری ریاست، حکومت اور اداروں کو سمجھنا چاہیے کہ قانون کو عوام کے ہاتھ میں نہ جانے دیں۔

آصف حمید: جب لوگوں کو پتہ چلے گا کہ کسی نے فحش ویڈیو یا تصویر بنا کر توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے اور ملزم کے پاس سے تصویر یا ویڈیو برآمد بھی ہو جاتی ہے تو پھر عوام کے جذبات قابو میں نہیں رہیں گے اور اس عوامی ردعمل کے ذمہ دار وہی لوگ ہوں گے جو قانون کے نفاذ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں اور انصاف قائم نہیں ہونے دیتے۔

عبدالوارث: اگر توہین رسالت کے ملزمان سپریم کورٹ میں بھی مجرم قرار پاتے ہیں تو پھر ریاست کو چاہیے کہ ان کو قرار واقعی سزا دے تاکہ آئندہ کے لیے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

رضاء الحق: خدشہ یہ ہے کہ کمیشن بن جائے گا کیونکہ وزارت داخلہ کی جانب سے نوٹیفیکیشن آچکا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر قانون پر سے عوام کا اعتماد اُٹھ جائے گا اور گلی محلوں میں عوام خود فیصلے کریں گے۔ جہاں تک والدین کا تعلق ہے تو ان کا اولاد پر کنٹرول اس وقت تک مضبوط تھا جب تک جدید ٹیکنالوجی نہیں آئی تھی۔ اب ان کے لیے کنٹرول کرنا مشکل ہو چکا ہے۔ لہٰذا جب تک ریاستی سطح پر قانون سازی اور قوانین کے نفاذ کے ذریعے کنٹرول نہیں کیا جائے گا، ایسے فتنوں کا سدباب ممکن نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ کہ والدین بالغ بچوں کے ساتھ دوستی والا رویہ اپنائیں، ان کو وقت دیں۔ حضرت علی ؓ کا قول ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کے ساتھ دوست کی طرح رہو۔ اہم بات یہ ہے کہ نکاح کو آسان بنایا جائے تاکہ حلال طریقے سے فطری خواہشات کو پورا کیا جا سکے۔ ۞۞۞

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان
2۔ قیصر احمد راجہ: معروف دانشور اور موٹیویشنل سپیکر
3۔ عبدالوارث گل: عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کام کر رہے ہیں۔

میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان

ماہِ رمضان المبارک کے فضائل

مولانا محمد طارق نعمان

رمضان المبارک بہت ہی بابرکت مہینہ ہے۔ اس کو مہینوں کا سردار کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پورے مہینہ کے روزے مسلمانوں پر فرض کیے ہیں۔

اس مہینہ کی اہمیت کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ رجب سے ہی رمضان المبارک میں پہنچنے کی دعا شروع کردیتے تھے۔ آپ ﷺ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہمارے لیے رجب وشعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینہ تک پہنچا۔''

(شعب الایمان:3534)

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''میری اُمت رمضان کے حوالے سے پانچ ایسی چیزوں سے نوازی گئی ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ چیزیں نہیں دی گئیں۔ پہلی چیز: جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس امت کی طرف دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جن کی طرف دیکھ لیتے ہیں، ان کو کبھی بھی عذاب نہیں دیتے۔ دوسری چیز: افطار کے وقت روزہ داروں کے منہ کی خوشبو، اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔ تیسری چیز: فرشتے ان کے لیے دن ورات استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی چیز: اللہ اپنی جنت کو حکم کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے بندوں کے لیے تزئین کرلو اور تیار ہوجاؤ۔ پانچویں چیز: جب (رمضان) کی آخری رات ہوتی ہے، تو (اللہ تعالیٰ) ان سب کو معاف فرمادیتے ہیں۔ (شعب الایمان)

قرآن کریم اسی ماہ مبارک رمضان میں نازل ہوا۔ فرمان خداوندی ہے: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔'' (البقرہ:185)

قرآن کریم ماہ رمضان کی ایک خاص رات میں نازل ہوا۔ اس مبارک رات کو لیلۃ القدر یا شب قدر کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔'' (سورۃ القدر:1)

قرآن کریم کا ماہ رمضان میں لیلۃ القدر میں نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو لوح محفوظ سے آسمان اول پر یک وقت شب قدر میں اتارا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے مطابق تیئس سالوں میں نبی اکرم ﷺ تک حضرت جبریل علیہ السلام کے معرفت بھیجا۔

مشہور مفسر عمادالدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر بصریؒ لکھتے ہیں: ابن عباسؓ وغیرہ (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پورا قرآن شریف لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر یک بارگی (شب قدر میں) نازل فرمایا۔ پھر واقعات کے مطابق تفصیل وار تیئس سالوں میں رسول اللہ ﷺ پر (تھوڑا تھوڑا) نازل ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر 8/441)

قرآن کریم کا رمضان میں نازل ہونا ایک حقیقت ہے۔ رمضان سے قرآن کریم کا تعلق بہت گہرا ہے۔ ہمیں رمضان کے اوقات وساعات کی قدر کرتے ہوئے، روزہ کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن کریم میں مصروف رہنا چاہیے۔ رمضان اور قرآن ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہیں کہ یہ دونوں قیامت کے دن روزہ رکھنے والوں اور تلاوت کرنے والوں کے حق میں سفارش بھی کریں گے۔

قارئین کرام! ہمیں چاہیے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اپنا وقت زیادہ تر قرآن کریم میں تدبر وتفکر اور اس کی تلاوت وقراءت میں گزاریں۔ یہ عمل جہاں ہمیں رمضان جیسے مبارک مہینے میں اِدھر اُدھر کی لغو اور لایعنی باتوں سے محفوظ رکھے گا، وہیں اس عمل سے آخرت بھی سدھرے گی اور مِن جانب اللہ بڑا اجر وثواب بھی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اسلاف کو اس حوالے سے توفیق دی اور وہ رمضان المبارک میں سارے مشاغل سے دور رہ کر اپنے اکثر اوقات قرآن کریم کی تلاوت میں ہی صرف کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا بھی یہ معمول تھا کہ آپؐ رمضان المبارک میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت وغم خواری اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کے دورہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ خیر کے معاملے میں لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت رمضان میں اور زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے، تا آں کہ رمضان ختم ہوجاتا۔ آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا دورہ کرتے تھے۔ جب جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہوجایا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری)

اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان کے مہینے میں جہاں ہمیں قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے، وہیں ہمیں صدقات وخیرات میں سخاوت سے کام لینا چاہیے۔

قرآن مجید میں تدبر وتفکر

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا رمضان میں قرآن کریم میں تدبر وتفکر کے حوالے سے رقم طراز ہیں: ''علم کی گہرائی اور دقت نظر کا کچھ اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ حضرت نے اپنا یہ حال خود ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ میں رمضان مبارک میں قرآن مجید شروع کرتا ہوں اور تدبر وتفکر کے ساتھ اس کو پورا کرنا چاہتا ہوں لیکن کبھی پورا نہیں ہوتا۔ جب دیکھتا ہوں کہ آج رمضان المبارک ختم ہونے والا ہے تو پھر اپنے خاص طرز کو چھوڑ کر جو کچھ باقی ہوتا ہے اس دن ختم کرکے دورہ پورا کرلیتا ہوں۔ یہ عاجز (حضرت نعمانی) عرض کرتا ہے کہ رمضان المبارک میں کبھی حضرت کے قریب رہنے کا اتفاق تو نہیں ہوا لیکن یہ معلوم ہے کہ آپ انزل فیہ القرآن والے اس مبارک مہینہ میں زیادہ وقت قرآن مجید ہی کی تلاوت اور تدبر وتفکر پر صرف فرماتے تھے۔ اس کے باوجود قرآن کریم ختم نہیں کرپاتے تھے۔'' (عبدالرحمن کوندو، الانور، ص:307)

قارئین کرام! ہمارے اسلاف واکابر رمضان المبارک میں قرآن کریم کے ساتھ کس طرح چمٹے رہتے تھے۔ دراصل وہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ قرآن کی تلاوت اللہ پاک کو بہت پسند ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ وہ تلاوت قرآن کریم کی توفیق کو اپنے لیے خوش قسمتی سمجھتے تھے۔ ہمیں بھی اپنے بڑوں سے سیکھ کر، قرآن کریم تلاوت کو شب وروز کا معمول بنانا چاہیے۔ خصوصاً رمضان المبارک کے مہینے میں، ہمیں پوری دلچسپی اور لگن کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیے۔

تلاوت قرآن میں مشغولیت کی وجہ سے دعا بھی نہیں مانگ سکا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو وہ چیزیں بھی عطا فرمائیں گے جو مانگنے سے رہ گئیں ہیں۔ ایک حدیث قدسی ہے:

(ترجمہ): ''جس شخص کو قرآن کریم میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے مشغول کردے میں اس شخص کو اس سے بہتر دیتا ہوں جو میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔'' (ترمذی)

رمضان کے مبارک مہینہ میں، اکابر واسلاف اور علماء وصلحا کا قرآن کریم میں تدبر وتفکر اور قراءت وتلاوت نذر قارئین کیا ہے۔ وہ قرآن کریم کے ساتھ ان کی دلچسپی، شغف اور محبت وعقیدت کا بین ثبوت ہے۔ ہمیں بھی خود کو قرآن کریم کے حوالے سے کچھ اسی طرح کی جدوجہد اور سعی کرنی چاہیے۔ ہم جانتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جب ہم خود کو اس پاک ذات کے کلام کے ساتھ مشغول رکھیں گے اس

کے ساتھ محبت کا اظہار کریں گے تو وہ پاک ذات بھی ہمیں پسند کرے گی اور اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمالے گی اور ہماری آخرت سنور جائے گی۔

ایمان بسا دل میں ہے پہچان میں آجا
اے پیارے مرے حلقہ قرآن میں آجا
مل جائے گی پھر عظمت رفتہ تجھے ناداں
تو بابِ عمل کھول کے میدان میں آجا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کے قیمتی اوقات کے قدر کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین یارب العالمین)

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اہلِ علم کے ہاں اس مسئلہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد کیا اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے یا علماء اُمت عصری مسائل پر اجتہاد کر سکتے ہیں؟ مذاہب اربعہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد آنے والی جید اور معتبر علمی شخصیات نے اپنے اپنے امام کے بعض اجتہادات سے اختلاف کیا' بلکہ بعض صورتوں میں ان کے اجتہاد کے بالکل برعکس علمی موقف اختیار کیا' اور ایسا بھی ہوا کہ بعد میں آنے والوں کا یہ علمی موقف راجح قرار پایا اور ان کے بعد میں آنے والے انہی کے موقف کو اختیار کرتے رہے اور اسی پر فتوے دیتے چلے آرہے ہیں۔ خود فقہ حنفی میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بعض مسائل پر امام صاحب کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ اختلافات علمی دلائل کی بنیاد پر پیدا ہوتے تھے اور بعد میں آنے والے جید حضرات یہ سمجھتے تھے کہ ان کے امام معصوم نہیں تھے بلکہ ان سے اجتہادی غلطی ہو سکتی تھی۔ پھر ان میں سے بعض اختلافات کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ مختلف فیہ مسئلہ میں محض اولیٰ اور خلافِ اولیٰ کا تعین کیا جا رہا ہو بلکہ وہ اختلافات جواز و عدم جواز اور حلت و حرمت کے حوالے سے تھے۔ جیسے مزارعت (بٹائی کی بنیاد پر غیر حاضر زمینداری) کے مسئلہ کو ہی لے لیجیے تو امامِ اعظمؒ اسے ناجائز سمجھتے تھے جبکہ امام ابو یوسفؒ نے اس کے جواز کا موقف اختیار کیا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ خود ائمہ اربعہ کے مابین بھی ان کے اجتہادات کے حوالے سے نظر آتا ہے۔ امام شافعیؒ ائمہ ثلاثہ کی آراء کے برعکس مزارعت کی بعض صورتوں کو جائز سمجھتے ہیں۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1042 دن گزر چکے!

لاشوں پہ جس کا تخت بچھے، کیا وہ سلطنت!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہم نے یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ دنیا کی قیادت ایک نہایت غیر سنجیدہ، غیر ذمہ دار، ہر بیان سے پچھ ہی دن میں قلابازی کھا کر پھر جانے والے جوکر نما کردار کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اب تو یہ سوال خود امریکہ میں بھی اُٹھنے لگ گئے ہیں، چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں کہ یہ ہمارے ووٹوں نے کیا کر ڈالا۔' کیا لوگ شرمساری نہیں محسوس کر رہے کہ ٹرمپ ہماری نمائندگی کر رہا ہے؟' جواب آتا ہے: یقیناً وہ بڑبولا اور ناقابل برداشت ہے مگر وہ ہمیشہ کھلی کتاب کی طرح رہا ہے۔ قوم نے کھلی آنکھوں سے اُسے جانتے ہوئے دوبارہ منتخب کر لیا! شاید اسی کی پیشین گوئی تھی کہ اگر جمہوریت انتخابات کا نام ہے تو: عذاب است و عذاب است و عذاب است! اور یہ بھی: کہ بر مردار غوغائے کلاب است! کتوں کا شور و غوغا ہے مردار نوچ کھانے کو! اگرچہ بڑی بھیانک منظر کشی ہے مگر دنیا کی بڑی عالیشان جمہوریتوں کے بیچ غزہ کے کھنڈرات، ملبے، ادھڑی لاشوں والے قبرستان! کیا ان شاندار تہذیب کے علم برداروں کے ہاتھوں کھلی آنکھوں دیکھتے یہ ظلم و قتل و غارت گری بپا نہیں ہوئی؟ ان کی ترقیوں، اونچے ایوانوں (عدل، پارلیمنٹوں) کے بیچ، شام کو 13 سالہ جنگوں سے اجاڑا 800 ارب ڈالر کا نقصان دیا۔ کھنڈر بنایا شام کو بھی۔ یمن، سوڈان ہو یا یوکرین کی 3 سالہ جنگ۔ اسلحے کے بیوپاریوں نے عام انسانوں کا جینا اجیرن کر دیا۔

اب بڑے تین کردار گھن گرج سے دنیا کو ڈپٹتے باری باری دیکھے جا سکتے ہیں، جن کے کانوں پر دنیا کی تنقید، اعتراضات پر جوں نہیں رینگتی۔ تکبر، جاہلانہ گھمنڈ کے ساتھ ٹرمپ، مسک اور نیتن یاہو میڈیا پر غوغائے کلاب کے نت نئے مناظر دکھاتے ہیں! فرعون، قارون، ہامان کو قرآن سے دیکھ لیجیے۔ نیا کچھ بھی نہیں۔ دلیل کم نظری قصۂ قدیم و جدید! انسانی خمیر میں شیطانیت جب بھی گھلی یہی کردار پلٹ پلٹ کر سامنے آئے۔ ٹرمپ، مسک جرمن AfD کس طرح ہٹلر کو نئی زندگی دینے کے درپے ہیں۔ ان کے ہاں خدائی سرمائے، زر، زمین کی ہے۔ اس خدائی کے انکاری ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے...... آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے، کے مناظر ہر جا پیش کر رہے ہیں۔ جہانِ پیر مر رہا ہے جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا۔ اس نظام زر کا تختہ اب الٹنا ٹھہرا۔ ٹرمپ ہر طرف دیوانے حکم صادر کر رہا ہے۔ بین الاقوامی افراتفری پیدا کرنا اس کا کام ہے۔ ایلون مسک ملک کے اندر نت نئے حکم چلا رہا ہے۔ اس انوکھے طرزِ حکومت سے تو ابھی خود امریکی بھی نہیں سنبھل پائے۔ افسروں کو مسک نے حکم دیا کہ اپنی ہفتے بھر کی کارکردگی لکھ کر دیں۔ (نکموں کو فارغ کیا جا سکے!) ٹرمپ نے دھڑا دھڑ مناصب سے ہٹانے کی مہم چلا دی۔ چیفس آف سٹاف کا چیئرمین نکال دیا۔ مزید 5 ایڈمرل اور جنرل نکال کر فوج ہلا ماری۔ امریکی نیوی کی پہلی خاتون سربراہ، ایئرفورس کا وائس چیف آف سٹاف، تینوں افواج کے جج ایڈووکیٹ جنرل نکالنے کا حکم صادر ہوا۔ پینٹاگون جو پہلے ہی سویلین سٹاف بہت بڑی تعداد میں نکالے جانے سے نمٹ رہا تھا، ہل کر رہ گیا۔ براؤن، صدر کا فوجی مشیر بننے کو تھا (سیاہ فام) جسے 2027ء تک کی اپنی مدتِ تعیناتی پوری کرنی تھی، غیر متوقع طور پر فی الفور نکال دیا گیا۔ سفید فام انتہا پسندی کارفرما ہے۔ سینیٹر دم بخود، سخت معترض ہیں۔ مثلاً میساچیوسٹس کے مولٹن نے کہا: ڈکٹیٹر یا بادشاہی کے شوقین یوں جرنیل فارغ کیا کرتے ہیں، جو ان کی سیاست سے متفق نہ ہوں۔ مگر یہ امریکہ ہے، 'بنانا ری پبلک' نہیں ہے!

یہ دلچسپ امر ہے کہ ایک طرف سفید فامی بخار سے ٹرمپ، مسک تپ رہے ہیں، دوسری طرف ہندو دھڑا دھڑ مناصب پر لا رہے ہیں۔ مسک نے امریکی جمہوریت کا راز بھی فاش کر دیا۔ یو ایس ایڈ کو ڈپٹتے بتا دیا کہ بھارت میں مودی کو انتخاب جتوانے کے لیے دو ملین امریکی ڈالر اس کھاتے سے خرچ کیے۔ امریکی حکومت نمائندہ ہے اسلام دشمن قوتوں کی۔ جرمن متعصب، متنازعہ AfD ہو، مسک کا محبوب برطانوی ٹومی رابنسن (شدید اسلام دشمن کارروائیوں میں ملوث سفید فام انتہا پسند) یا بھارت کا مودی اور ہندوتوا۔ نیتن یاہو تو ہتھیلی کا پھپھولا ہے ہی سہی! جمہوریت کا جنازہ اٹھ رہا ہے۔ روس پر فریفتگی کی انتہا یہ ہے کہ یوکرین پر جنرل اسمبلی اور سیکورٹی کونسل کی حالیہ

ووٹنگ میں امریکہ نے یورپ کی مخالفت میں روس کا ساتھ دیا! روس کو امریکہ قوت بخش رہا ہے۔ یورپ شدید نالاں ہے۔ ٹرمپ نے یوکرین پر جھوٹ بولے، زیلنسکی کی بھی تحقیر کی۔ امریکہ کی معاہدات پر مبنی پالیسی تھی یوکرین کی پشت پناہی کی۔ روسی حملے کو دنیا بھر نے رد کیا تھا۔ امریکہ نے جو ملٹری یا انسانی مدد یوکرین کو دی تھی وہ دستخط شدہ معاہدے کی بنیاد پر تھی۔ ٹرمپ نے اسے توڑتے ہوئے یوکرین سے اس کی قیمتی، کم یاب معدنیات/ 500 ارب ڈالر، امریکی امداد سے پانچ گنا زیادہ واپس طلب کر لی! غزہ کی زمین مانگ لی، یوکرین کی زمین کے اس ٹکڑے پر نظریں گاڑے ہے۔

برطانوی سابق وزیر اعظم بورس جانسن نے کہا، (دوبئی ورلڈ گورنمنٹ سمٹ / اجلاس): میں فلوریڈا میں تقریر کر رہا تھا تو میں نے ٹرمپ کا نہایت خوبصورت ساحلی قطعۂ زمین، مار آلا گو دیکھا۔ مشرق وسطیٰ سے لاکھوں (فلسطینیوں کو) لا بسانے کے لیے یہ زبردست مقام ہوگا۔ غزہ کی ساحلی پٹی پر قبضہ کے خواب پر جانسن نے پتھر دے مارا۔ جرمنی کے اگلے چانسلر نے کہا: ہم امریکی صدر کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ امریکی نائب صدر بھی جو ہمیں بتانے چلا ہے کہ ہم جمہوریت کیسے چلائیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ امریکہ ہمارے ساتھ کھڑا ہے۔ یوکرین کے لیے طویل المدتی گارنٹی، مضبوط نیٹو اور یورپی یونین سے یوکرین کے الحاق پر جرمن وزیر خارجہ نے زور دیا۔ سفید فام اکٹھ کے اصل عزائم دیکھنے ہوں (اسرائیل بھی جس کا حصہ ہے) تو 15 مارچ 2019ء کو نیوزی لینڈ کی دو مساجد میں جمعے کی نماز میں سفید فام انتہا پسند کے ہاتھوں (دنیا کو لائیو دکھاتے ہوئے) 51 مسلمانوں کی شہادت کا واقعہ تازہ کر لیجیے۔ یہ ان سب کا ہیرو ہے۔ (تاحیات قید کی سزا بھگت رہا ہے۔)

ٹرمپ نے عرب دنیا میں اپنے فدوی مسلم ممالک، مصر، اردن بالخصوص، اور سعودی عرب، امارات سبھی کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ یہ فرمائش کہ فلسطینی مذکورہ ممالک میں بسائے جائیں، ان کے لیے سوہانِ روح ہے! فلسطینی مصر اور اردن چلے جائیں (جو وہ کسی صورت نہ جائیں گے!) تو سارے انقلابی، اخوانی یک جا ہوں گے اور سیدنا مہدی تشریف لے آئے تو ان کی دنیا زیروزبر ہو جائے گی! سعودی عرب اور امارات شدید پابندیاں عائد کرنے کے باوجود عرب معاشروں میں بہر طور موجود اسلام پسندوں کے خطرے سے خائف ہیں۔ اپنے ممالک میں عدم استحکام کی فکر کی بنا پر دو قومی ریاستی حل سے کم پر راضی ہونا ان کے لیے ممکن نہیں۔ سو ٹرمپ بھی اب پیچھے ہٹ رہا ہے۔ بین الاقوامی ردِ عمل، شدید برفانی موسموں کے باوجود ٹرمپ تجاویز کے خلاف فلسطینی آزادی کے لیے مظاہرے جاری ہیں۔ یوں بھی دنیا اخلاقی سطح پر صبر و ثبات، شجاعت، مضبوط سیرت و کردار، معاہدات کی پاسداری، مذاکرات کی مہارت، معاملہ فہمی، دانائی سب دیکھ رہی ہے۔ مجاہدین میں ہر جا! حماس نے اسرائیلی ظلم وجور، مکر و فریب کا مقابلہ جس اعلیٰ اخلاق، مضبوط مواقف، مزاحمت اور عزیمت کے ساتھ کیا ہے وہ دلوں کو فتح کر لینے والا ہے۔ رہا اسرائیلی قیدی نے بے اختیار حماسی مجاہدین کے بوسے لیے وہ جبر نہیں، ان کے اخلاق و کردار کا حقیقی ثبوت ہے۔ جس پر اسرائیل میں صفِ ماتم بچھ گئی اور بہانے تراشنے لگے۔ یہ ہمارے نبی ﷺ کا کریم ورثہ ہے۔ دنیا صرف ترجمۂ قرآن اور سیرت نبویؐ اور کم از کم سیرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ سے حکمرانی کا اسلوب و احکام دیکھ لے، تو دنیا پر چھائے جہل اور ظلم کے تاریک گھناؤنے کردار اپنی موت آپ مر جائیں۔ حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری! جس نظام میں انسان پر انسان کی نہیں، خالق و مالک کی حکمرانی ہوتی ہے، پوری کائنات پر جس احد و صمد کی حکمرانی ہے! جہاں تکریم کی بنیاد رنگ، نسل، مال و دولت نہیں، اخلاق و کردار، اعلیٰ اوصاف پر قائم ہوتی ہے۔

فلسطینی کردار اس کی ایک جھلک ہے جو قدس پر جان نچھاور کرنے کو زندگی، حیاتِ جاوداں پانا سمجھتے ہیں۔ اسرائیلی تمام تر دھونس دھمکیوں کا جواب حماس نے مضبوط، پُرعزم نپے تلے حقائق سے دیا۔ اسرائیلی تابوتوں کی واپسی کے اہتمام پر اسرائیل کا حقیقی چہرہ دنیا کو دکھانے کے 'جرم' پر اسرائیلی میڈیا، یو این، ریڈ کراس بلبلا اٹھا۔ کہ انہیں بینرز تلے نہیں، عزت و اکرام سے دیا جانا چاہیے تھا۔ یہ بھول گئے کہ اُنہوں نے فلسطینی لاشیں ٹرکوں پر لاد کر نیلے تھیلوں میں زمین پر لا ڈالی تھیں! ہمارے قیدی بھی فاقہ زدہ، پنجر ڈھانچے، تشدد زدہ لوٹے ہیں۔ عزت و اکرام؟ فیصلے کل ہوں گے۔ جب زندگی شروع ہوگی، امتحان کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔ یوم القیامۃ...... رمضان حقائق پڑھانے کے لیے طلوع ہونے کو ہے۔ اب بھی مہلت ہے! ہر فرد اپنی جواب دہی کی تیاری کرے۔ ایمان و احتساب کے ساتھ! پاکستان رمضان میں نوجوان (جوئے بھرے، ہاؤ ہو والے) کرکٹ میں جوتے رکھے گا اللہ سے بے خوفی کی کوئی حد نہیں!

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ مارچ 2025ء
رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال:	ٹرمپ: رسّی جل گئی مگر بل نہیں گیا!	رضاء الحق
☆ درسِ قرآن:	درس آیت بسم اللہ	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ رجوع الی القرآن:	تعلم و تعلیم قرآن: کیوں اور کیسے؟	پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق
☆ ہماری دعوت:	قرآن: کتابِ ہدایت و انقلاب	ڈاکٹر ضمیر اختر خان
☆ تزکیہ و تربیت:	تلاوتِ قرآن اور اُسوۂ صحابہؓ	ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی
☆ انوارِ ہدایت:	رمضان المبارک: نیکیوں کی نشو و نما کا موسم بہار	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ دعوتِ فکر:	رمضان کیسے گزاریں؟	خورشید انجم
☆ حکمتِ دین:	روزے کے روحانی و طبی فوائد	احمد علی محمودی
☆ دعوت و تحریک:	نفاذِ شریعت کے لیے طریق کار پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور مفتی محمد تقی عثمانی کا اتفاق	انجینئر نوید احمدؒ
☆ رمضان اور قرآن:	دورۂ ترجمہ قرآن کی مختصر تاریخ	عبد الرؤف
☆ اقبالیات:	علامہ اقبال کی وابستگیٔ رسولؐ	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی
☆ اقبالیات:	اقبال کا فلسفہ خودی	ڈاکٹر ابصار احمد
☆ تذکیر و موعظت:	اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا علاج	حافظ محمد اسد
☆ تذکیر و موعظت:	اُمتِ مسلمہ کی خصوصیت: اعتدال اور میانہ روی	مولانا عبد المتین
☆ افکار و آراء:	عمر رسیدہ افراد کے لیے لمحۂ فکریہ	ممتاز ہاشمی
☆ ظروف و احوال:	مسلمانانِ ہند کا مقدمہ	ارسلان اللہ خان

دو ماہ کی اشاعت پر مشتمل خصوصی شمارہ ☆ صفحات: 150 ☆ قیمت 100 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور { K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
maktaba@tanzeem.org 0301-1115348

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورت حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- عبرانی اخبار یدیعوت اَحرونوت کے مطابق فلسطینی قیدی اپنی رہائی سے قبل جیل کی دیواروں پر ”ہم معاف نہیں کریں گے، نہ بھولیں گے اور نہ جھکیں گے“ لکھ کر گئے ہیں۔
- اسرائیلی وزیر دفاع نے فوج کو ہدایت دی ہے کہ مغربی کنارہ کے پناہ گزین کیمپوں میں اگلے سال تک رہنے کے لیے تیار رہیں، مغربی کنارے میں طولکرم، نورشمس اور جنین کیمپس 40 ہزار فلسطینیوں کی نقل مکانی کے باعث خالی ہو چکے ہیں۔
- قابض اسرائیل کی جانب سے فلسطینیوں پر مظالم کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ آئے روز نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ معاملہ عام لوگوں تک محدود نہیں رہا بلکہ وہ لوگ بھی اسرائیلی جارحیت کی زد میں ہیں جو زخمیوں اور متاثرین کی مدد کر رہے ہیں۔ ایک ایسا شخص جس کا واحد ”جرم“ یہ تھا کہ وہ اپنے زخمی بھائیوں کی مرہم پٹی کر رہا تھا، قابض اسرائیلی فوج کے نشانے پر آ گیا۔ انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے، قابض فوج نے اس مددگار کو بھی ظلم کا نشانہ بنایا۔ وزارت صحت فلسطین کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023 سے جاری اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں شہداء کی تعداد 48339 جبکہ زخمیوں کی تعداد 111753 تک پہنچ چکی ہے۔ جنگ بندی کے باوجود ملبے تلے دبے شہداء کی برآمدگی اور طبی سہولیات تک رسائی میں مسلسل رکاوٹیں ڈال کر قابض قوتیں انسانی بحران کو مزید سنگین بنا رہی ہیں۔
- غزہ کو کم از کم 60 ہزار متحرک مکانات (قابل منتقلی تیار شدہ گھر) اور 2 لاکھ خیموں کی ضرورت ہے تاکہ ان ہزاروں خاندانوں کو عارضی پناہ گاہیں فراہم کی جا سکیں جنہوں نے جنگ کی وجہ سے اپنے گھر کھو دیے۔ گزشتہ دنوں میں محدود تعداد میں 12 تیار شدہ گھر (کرفان) غزہ میں داخل ہوئے جو پناہ گاہوں کی بجائے اداروں کے استعمال کے لیے مخصوص ہیں۔
- سعودی عرب میں ہونے والی عرب سمٹ غزہ کی بحالی کے حوالے سے کوئی عملی قدم تجویز کیے بغیر ہی ختم ہوگئی۔ نشستن، گفتن، برخواستن!
- قابض اسرائیل کی قانون ساز اسمبلی کے نائب اسپیکر نسیم فاتوری نے اپنے بیان میں غزہ میں نوجوان فلسطینیوں کے قتل کی کھلی دھمکی دی ہے۔ یہ مجرمانہ بیان بین الاقوامی برادری، اقوام متحدہ اور عالمی عدالتی اداروں، بالخصوص بین الاقوامی فوجداری عدالت، کی فوری مذمت اور عملی اقدامات کے متقاضی ہیں تاکہ اس مجرمانہ بیان کے مرتکب افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جا سکے۔
- اسلامی تحریکِ مزاحمت (حماس) نے واضح کیا ہے کہ ڈاکٹر موسیٰ ابو مرزوق سے منسوب حالیہ بیانات کو سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ ان کا انٹرویو کئی روز قبل لیا گیا تھا، مگر نشر کیے گئے بیانات میں ان کے مکمل جوابات کو مسخ کر کے، غلط انداز میں پیش کیا گیا، جس سے گفتگو کا اصل مفہوم متاثر ہوا۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **سعودی عرب: غزہ کے لیے مزید طبی امدادی قافلے روانہ:** غزہ میں جاری انسانی بحران کے پیش نظر سعودی عرب نے شاہ سلمان ریلیف سینٹر کے تحت جنوبی غزہ میں ہسپتالوں اور صحت مراکز کو امداد فراہم کرنے کی مہم کے لیے مزید 34 امدادی قافلے روانہ کیے ہیں۔
- **لبنان: حسن نصر اللہ اور جانشین کی نماز جنازہ پر اسرائیل کا دھمکی آمیز پیغام:** دارالحکومت بیروت کے اسپورٹس سٹی میں حزب اللہ کے سیکرٹری جنرل حسن نصر اللہ اور ہاشم صفی الدین کی نماز جنازہ کے موقع پر حزب اللہ کے سیکرٹری نعیم قاسم کے خطاب کے دوران اسرائیلی طیاروں نے نیچی پرواز کی۔ اسرائیلی وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ یہ اُن لوگوں کے لیے پیغام تھا جو اسرائیل تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے آئے ایران کے اعلیٰ سطحی وفد نے لبنانی صدر سے ملاقات کی تو صدر عون نے کہا کہ اُن کا ملک اپنی سرزمین پر دوسرے ملکوں کی جنگیں ہوتی دیکھ کر تھک چکا ہے۔ ملکوں کو دوسرے ملکوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔
- **غزہ:** قیدیوں کی رہائی تک اسرائیل سے مزید مذاکرات نہیں ہوں گے۔ حماس رہنما باسم نعیم کا کہنا ہے کہ قیدیوں کی رہائی تک اسرائیل سے ثالثوں کے ذریعے مزید مذاکرات نہیں ہوں گے۔ اسرائیل نے فلسطینی قیدیوں کی رہائی ملتوی کر کے غلطی کی، جنگ بندی معاہدے پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔ بعد میں اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو نے تل ابیب میں فوجی افسران کی پاسنگ آؤٹ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل غزہ کی پٹی میں کسی بھی لمحے جنگ دوبارہ شروع کرنے کے لیے تیار ہے۔ امریکی صدر ہمارے اس موقف کی حمایت کرتے ہیں۔
- **امریکہ: طالبان سے امریکی اسلحہ واپس لینا ہوگا:** صدر ٹرمپ کا کہنا ہے کہ امریکہ سے اچھا اور نیا فوجی ساز و سامان تو طالبان کے پاس رہ گیا ہے، طالبان کو امریکی گاڑیوں اور اسلحے کے ساتھ پریڈ کرتا دیکھ کر بہت غصہ آتا ہے۔ افغانستان کو امداد دینے پر انہیں اعتراض نہیں مگر طالبان سے امریکی اسلحہ واپس لینا ہوگا خواہ اس کے لیے اُنہیں اضافی رقم ہی کیوں نہ دینا پڑے۔
- **بھارت: 168 سال پرانی مسجد شہید:** میرٹھ میں جاری ”ریپڈ ریل“ اور ”میٹرو کوریڈور“ منصوبوں کی آڑ میں پولیس اور حکام کی نگرانی میں رات دیر گئے 168 سال پرانی مسجد کو شہید کر دیا گیا۔ مسجد انتظامیہ کے نمائندہ حاجی سوار دین نے بتایا کہ ان کے پاس 1857ء کی قانونی دستاویزات موجود ہیں جو مسجد کی موجودگی کو ثابت کرتی ہیں۔
- **بنگلہ دیش: مظاہرین طلبہ نے سیاسی جماعت بنا لی:** سابق بنگلہ دیشی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد کی حکومت کیخلاف مظاہرہ کرنے والے طلبہ تحریک ”سٹوڈنٹس اگینسٹ ڈسکریمینیشن“ (ایس اے ڈی) کے رہنماؤں نے اپنی سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کر دیا۔ عبوری حکومت میں مشیر ناہید اسلام نئی جماعت کے کنوینر ہوں گے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 26 فروری 2025ء)

جمعرات 13 فروری: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 14 فروری: تقریر اور خطاب جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔

ہفتہ 15 فروری: ایک حبیب کے توسط سے کراچی کی ایک معروف کاروباری شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ تعلیم قرآن، انسدادِ سود اور ملکی معاملات پر گفتگو رہی۔

اتوار 16 فروری: حلقہ کراچی وسطی کے دعوتی دورہ کے تعلق سے ''رمضان: ماہ نزولِ قرآن'' کے عنوان سے عوامی خطاب کیا۔ دوپہر سے رات تک حلقہ کراچی شرقی کے تنظیمی دورہ میں کل رفقاء اجتماع میں حلقہ اور نئے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ بیعتِ مسنونہ کا بھی اہتمام ہوا۔ ذمہ داران سے علیحدہ ملاقات میں کرنے کے کچھ کاموں کی یاددہانی کرائی۔ سوال و جواب کی بھی نشست ہوئی۔

پیر 17 فروری: مختلف یونیورسٹیوں کے طلبہ سے آن لائن گفتگو اور سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ مسئلہ فلسطین، دینی فرائض کا جامع تصور، ماہِ رمضان اور تعلق مع القرآن سمیت کئی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔

بدھ 19 فروری: رات کو کراچی سے لاہور آمد ہوئی۔

جمعرات: 20 فروری: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت اور شعبہ نظامت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک: 21 فروری: مرکزی عاملہ کے خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔ تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ مرکزی شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا کے سٹوڈیو میں پروگرام ''امیر سے ملاقات'' کی ریکارڈنگ کرائی۔ سالانہ اجتماع کے چند ناظمین کے آن لائن اجلاس کی صدارت کی۔

ہفتہ: 22 فروری: بعد نمازِ فجر مرکز دارالاسلام لاہور میں جاری ''نقباء کورس'' کے حوالہ سے مختصر تذکیر بالقرآن کی ذمہ داری ادا کی۔ حلقہ لاہور شرقی کے دعوتی دورہ کے دوران، مرکز حلقہ میں ایک رفیقِ تنظیم سے تنظیمی امور کے حوالہ سے ملاقات کی۔ دوپہر اور بعد نمازِ مغرب دو مقامات پر ''رمضان اور قرآن'' کے موضوع پر خطابات کیے۔ ''محمدی ٹرسٹ ہسپتال'' کا دورہ کیا اور ہسپتال کے ذمہ داران سے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔

اتوار: 23 فروری: بعد نمازِ فجر حلقہ بہاول نگر کے دعوتی دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ ہارون آباد میں دوپہر اور فورٹ عباس میں بعد نمازِ مغرب ''رمضان، ماہِ نزولِ قرآن --- تاریخ، فضیلت، حکمت اور تربیت'' کے عنوان پر خطابات کیے۔

پیر: 24 فروری: بہاول نگر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن میں وکلاء کی ایک بڑی تعداد سے مقصدِ زندگی، تصورِ دین، دینی ذمہ داریاں اور رمضان وقرآن'' کے حوالہ سے خطاب کیا۔ شام کو لاہور سے کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ: 26 فروری: NED یونیورسٹی، کراچی میں Deans، HoDs اور اساتذہ سے ''طلبہ میں اسلامی اقدار'' کے عنوان پر گفتگو اور سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ ایک معروف ادارہ Pharm Evo میں ''رمضان، قرآن اور ہم'' کے عنوان سے گفتگو کی۔ سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام ہوا۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ قرآنی نصاب اور دیگر امور کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ ماہِ رمضان کی خصوصی اور معمول کی دیگر ریکارڈنگز کا اہتمام ہوا۔

ضرورت رشتہ

☆ ملتان کے رہائش پذیر ایک 61 سالہ سینئر ایس ایس ٹی (ریٹائرڈ گریڈ 17) کو دوسری شادی کے لیے، دین دار و دنیاوی تعلیم یافتہ بیوہ یا غیر شادی شدہ (عمر تقریباً 40 سال ہو) خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-7328756

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہٰذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور، شعبہ مطبوعات کے مدیر جناب خالد محمود خضر کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے مبتدی رفیق جناب محمد ثاقب بھٹی کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0307-7779959

☆ حلقہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ کے ملتزم رفیق جناب جنید نذیر چودھری کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-8650576

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے مبتدی رفیق جناب امان اللہ کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0332-7074445

☆ حلقہ پوٹھوہار کے امیر جناب حافظ ندیم مجید کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0311-5030220

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 2 کے نقیب جناب شعیب علی خان کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-3354456

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Gaza urgently needs a more effective humanitarian approach

By: Othman Moqbel

The ceasefire agreement in Gaza has now held for a month. There have been critical moments and violations, but the mediators have so far managed to keep the deal alive. This has allowed many of the 1.9 million displaced people to move back to areas they had fled from, easing the strain on southern and central Gaza which had hosted large makeshift camps without the necessary infrastructure. The ceasefire has certainly brought a sense of relief to the Gaza Strip, which has endured unimaginable suffering for 15 months. But for the families who have survived the relentless bombing and destruction, the battle is far from over. They face a new war – one against poverty, hunger, homelessness, and despair. Homes lie in ruins, hospitals are overwhelmed, and schools are either destroyed or still shelter the displaced and homeless. Gaza has been set back by decades. Aid packages are filled exclusively with pantry items. Oil, flour, ghee, rice, tinned beans and tomatoes, and tuna. There are no fresh fruits, vegetables, meat or eggs. The long-term health effects of 15 months without fresh food will surely only be understood in the coming years. Worse still, these aid packages are still not enough and do not reach all people who are in need. Gaza requires 600 trucks of food daily for at least four consecutive months to address acute malnutrition. Hundreds more will be needed every day to return to a humane living standard, and for years to come. Many of the food items like eggs, chicken, fresh fruit and vegetables are now available in some parts of Gaza, but they are for sale. That is because a significant portion of the trucks that have entered Gaza are not aid. They carry commercial goods, including food, that are then sold to the few Palestinians who can afford them at exorbitant prices. It is clear the current humanitarian response cannot provide what the Palestinians of Gaza need to begin to rebuild their lives. Gaza has been scorched. Most of its farmland has been destroyed and parts of it covered in rubble or toxic residue – remnants of a violent bombing campaign on a civilian population. Nothing will grow for years to come. The economy of the Strip is all but destroyed. The vast majority of working-age people are unemployed and have no hope of securing employment in the near future. Palestinian families simply cannot survive on packages of flour, rice and canned fish. With aid distribution faltering and dignity being stripped away, the urgency for a new approach has never been clearer. People in Gaza need a more dignified way to receive support that can help them recover in the long run. Seeing the inadequacies of the current humanitarian response, our organisation decided to launch its "Extend Your Table" initiative, which is rooted in solidarity, compassion, and shared humanity. Rather than relying on the often inconsistent and inadequate aid that reaches Gaza, we are empowering people around the world to make a tangible difference by twinning with families in Gaza. Through monthly donations, people can directly support a Palestinian family, providing not just food but also dignity and hope for a better tomorrow. Beneficiaries will receive cash vouchers enabling them to decide how to meet their own needs – a choice which hasn't been provided to them since the start of the horrors in Gaza. Providing families the dignity of choice in how to care for themselves does not even begin to address the issues, but it will be a start. We hope this initiative will help restore agency, foster connections, and ensure that basic needs are met for Palestinian men, women and children, who have experienced unimaginable suffering and devastation. Such a holistic approach can not only provide immediate relief, but support economic recovery, education, and health. We very much hope other organisations will also adopt different, more efficient strategies in Gaza that offer more dignified and humane support for Palestinians. The road to recovery will be long, but we can be part of the solution.

Note: Tanzeem-e-Islami only provides the severity of the humanitarian situation in Gaza and in no way endorses the undertakings of the NGO mentioned in the article.

Ref:

https://www.aljazeera.com/opinions/2025/2/19/gaza-urgently-needs-a-more-effective-humanitarian-approach

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.09

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore